ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ شوال ۱۳۸۶ھ
۲۷ جنوری ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"، قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ"، قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ تمام اعمال میں افضل کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا پھر کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا۔ پھر کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا۔ حج مبرور۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰی وَقْتِهَا"، قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ"، قُلْتُ "ثُمَّ اَیٌّ؟" قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! اللہ تعالےٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کرنا (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ (جہاد) میں صبح یا شام گذارنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے (بخاری اور مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ یُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا (یارسول اللہ) لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ مومن جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ مسلمان جو گھاٹیوں سے کسی گھاٹی میں اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (بخاری اور مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا وَالرَّوْحَةُ یَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے۔ اور شام کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں (جہاد کے لئے جانا یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے۔ سب سے بہتر ہے۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَّقِیَامِهٖ، وَاِنْ مَاتَ فِیْهِ اُجْرِیَ عَلَیْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ كَانَ یَعْمَلُ وَاُجْرِیَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن رات سرحد اسلام کی حفاظت کرنا، ایک مہینہ کے روزے اور اس کی راتوں کی عبادت سے افضل ہے اور اگر اسی حالت میں وہ مر گیا تو جو کام وہ کرتا تھا مرنے کے بعد بھی اس کے لئے جاری رہیں گے اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا۔ اور فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ یَوْمٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرنا دوسرے کاموں میں ہزار دن لگے رہنے سے افضل ہے (ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۵ شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۷ء | شمارہ ۳۷،۳۶

عیدین پر انتشار کیوں؟

"نائب مدیر"

پاکستان کے جس طرح دیگر چند مسائل مہمہ حکومت و عوام کے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح رویتِ ہلال کا مسئلہ بھی مضحکہ خیز حد تک الجھ کر رہ گیا ہے۔ ہر مسلمان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے۔ کہ ہمارے تیوہار یا دینی تقاریب انسانی دماغ کی تعیین و تخصیص کی پابند اور مرہونِ منّت نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا تعین و انعقاد خدائی کیلنڈر پر موقوف و مبنی ہے اس لئے دیگر مذاہب عالم کے تیوہار جہاں ہر سال اپنی مستقل مخصوص تاریخوں پر منائے جاتے ہیں وہاں اسلامی تیوہار ہر سال اپنی سابقہ تاریخوں پر منعقد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں تبدیلی یقینی ہوتی ہے۔ کیونکہ ہماری تاریخیں قمری سال سے متعلق ہیں۔ شمسی نہیں ہیں۔

ہمیں اسلام نے جو عظیم الشان اجتماعی تیوہار عطا فرمائے ہیں ان میں حج کو اور عیدین کو خاص مقام و اہمیت حاصل ہے۔ حج کا سالانہ اجتماع چونکہ تمام عبادات کا مجموعہ اور ملت بیضا کا عالمی جشن ہے اس لئے اس کا خاص مرکز مقرر کر دیا گیا۔ جسے بیت الحرام کہتے ہیں اور جس کے ساتھ عظمت و تقدس کی عظیم روایات وابستہ ہیں اس مقدس جشن میں تمام شعارِ اسلام کی پابندی کا ایک ہی وقت میں مظاہرہ اور تمام شعائر اسلام کی ایک ہی وقت میں زیارت مقصود ہوتی ہے اسی لئے حج کا عظیم تیوہار دنیا کے کسی اور خطے میں منعقد نہیں ہو سکتا۔ البتہ عیدین کے تیوہار کا معاملہ اس سے مختلف ہے یہ روئے زمین کے ہر گوشے میں جہاں جہاں توحید کے نام لیوا آباد ہیں۔ منائے جاتے ہیں لیکن ان کا منایا جانا جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے شمسی تاریخوں کا پابند نہیں بلکہ چاند کے دکھائی دینے پر موقوف ہے ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کو جتنا اہتمام ان کے منانے پر کرنا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ احتیاط رویت ہلال کے سلسلے میں برتنی پڑے گی۔ تاکہ امت ان اجتماعی تقریبوں کی وحدت سالمیت اور عظمت میں خلل واقع نہ ہو مگر کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ گزشتہ چند سالوں سے ان مقدس مواقع پر امت میں عجیب طرح کا خلفشار اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے رویت ہلال میں اختلاف کی بنا پر ہماری عید اس یک رنگی و یک آہنگی اور اس اجتماعی مسرت و زیبائی سے محروم ہو جاتی ہے۔ جو اس کی خاص دولت اور امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ بے بہا انعام ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے باقاعدہ رویت ہلال کمیٹی مقرر ہے موسمی آلات بھی موجود ہیں اطلاع و خبر کے پہنچانے کے ذرائع بھی حکومت کے تصرّف میں ہیں۔ ان مادی وسائل کی موجودگی میں اختلاف و انتشار کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا اس کی وجہ جو کچھ ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ عید کے اعلان کو چاند ہو جانے پر موقوف سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اعلانِ عید صرف اور صرف چاند دیکھ لینے پر منحصر ہے۔ ظاہر ہے کہ "چاند دیکھنے" اور "چاند ہو جانے" میں بہت بڑا فرق ہے۔ احکام شرعیہ "چاند ہو جانے" کی صورت میں نہیں بدلتے امتِ مسلمہ چاند دیکھ کر ہی عید کا اعلان قبول کر سکتی ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں جب مطلع بالکل صاف ہو اور سہو نظر کا ہلکا سا امکان بھی موجود نہ ہو۔ اس مسئلے کی دینی حیثیت پوری تفصیل کے ساتھ ہمارے علمائے کرام بارہا پیش فرما چکے ہیں جس سے حکومت یقیناً آگاہ ہو گی۔ اس مسئلے کا قرین صحت پہلو یہی ہے کہ جس گاؤں یا شہر کے لوگوں نے عید کا چاند اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا انہیں عید منانے کا حق تھا۔ لیکن مطلع بالکل صاف ہونے کے باوجود جہاں چاند نظر نہیں آیا۔ وہاں عید کا اعلان غلط اور اسے جبراً نافذ کرنا دینی و قومی تقاضوں کے قطعاً خلاف تھا۔ اگر اس صورت کو قابل عمل سمجھا جاتا۔ تو ہمارا خیال ہے کہ نہ انتشار برپا ہوتا نہ کسی قسم کے طعن و تعریض کی گنجائش باقی رہتی۔ اور نہ بیان بازیوں کی ضرورت ہی پیش آتی۔ اس سلسلے میں صدر مملکت کا یہ اعلان کہ دین میں جبر نہیں ہے۔ انتشار برپا کرنے والوں اور علماء و حکومت کو دو متحارب فریقوں کی حیثیت دینے والے موقع شناسوں کو زبردست اور بروقت انتباہ ہے فی الحقیقت ایسے لوگ دین۔ قوم اور ملک تینوں کے دشمن ہیں۔

مجلس ذکر ۱۶ شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۹۶۷ء

رمضان المبارک کے مہینہ کے بعد بقیہ گیارہ مہینے گزارنے کا طریقہ

مرتبہ: خالد سلیم ایم اے

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے ہم سب کو ایک مہینہ کی ریاضت کے بعد مل جل کر بیٹھنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کا مزید احسان و فضل ہے کہ صحت و تندرستی کے ساتھ اس مبارک ماہ رمضان میں قرآن پاک کی سالگرہ منانے کی سعادت بخشی اور عبادت کی توفیق عطا فرمائی۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں دعا کرتا ہوں کہ جو بزرگان دین اور دوسرے نیک لوگ اس مبارک مہینہ میں یا اس مہینہ سے پہلے اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان سب کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اور ہم سب کا خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے۔ (آمین)

دنیا کی زندگانی چند روزہ ہے۔ جناب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھو کیا معلوم کہ دوسری نماز پڑھنے کی توفیق ہو یا نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حساب شروع ہونے سے پہلے اپنا حساب کر لو یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ و حساب درست کر لو۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ قرآن مجید کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت سے راضی کرو اور مخلوق کو خدمت کرنے سے راضی کرو اور مخلوق کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

اس لئے ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو مدنظر رکھ کر اس چند روزہ زندگی کو گزارنا چاہیئے اور موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ مومن کی شان یہ ہے کہ اس کو کسی وقت دنیا کا فکر نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمان کی ٹریننگ (تربیت) کا مہینہ تھا اس میں حلال چیزوں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے حرام قرار دے دیا گیا یہ ایک ٹریننگ تھی کہ مسلمان اگر اللہ کی رضا کے لئے ایک مرتبہ حلال چیزوں کو ترک کر سکتا ہے تو بقیہ گیارہ مہینے وہ اللہ کی رضا کے لئے حرام اور مشتبہ چیزوں کو بھی ترک کر سکتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہر مجلس ذکر میں روحانی امراض کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے اور ان امراض کو دور کرنے کے لئے سبق دیا کرتے تھے۔ تو آج کی مجلس ذکر کا سبق یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور عہد کر لیں کہ آئندہ سے حرام اور مشتبہ مال نہ کمانا ہے اور نہ کھانا ہے اگر آپ اس ایک بات کو پلے باندھ لیں تو یقیناً آپ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا اور آپ ضرور جنتی ہیں یہی قرآن کی تعلیمات کا لب لباب ہے انسان کو دنیا اور آخرت میں عظمت صرف طاعت اور نیکی سے حاصل ہوتی ہے۔ نیکی اور طاعت کی توفیق اسی وقت ہو گی جب آپ حلال کمائیں گے اور حلال ہی کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید میں بار بار غور و فکر کرنے ذکر اللہ کثرت سے کرنے اور امراض روحانی کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ ایک روح اور دوسرا جسم۔ روح اصل چیز ہے۔ ہم سب کو روح کے تقاضوں کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ اس کی امراض کی طرف سب سے پہلے توجہ دینی چاہیئے۔ روح کی پاکیزگی اور طہارت کو زیادہ اہمیت دینی چاہیئے اس کے بعد جسم کے تقاضے ہونے چاہئیں لیکن ہمارا معاملہ الٹ ہے کہ ہم نے جسم کے تقاضوں کو مقدم اور روح کے تقاضوں کو بالکل نظرانداز کر دیا ہوا ہے (الا ماشاء اللہ) اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے

باقی ص۱۷ پر

۱۷ شوال ۲۰ / جنوری ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۷ء

تعلق باللہ خراب ہونے کی حالت میں قیامت کے دن کوئی حامی و ناصر نہ ہوگا۔

اس لئے انسان کو اپنے بنانے والے سے تعلق نہ بگاڑنا چاہیئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی الَّذِیْنَ الصطفٰی: اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَ اِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ۝ یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ۝ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ ۝ فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ۝ کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۝ وَ اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۝ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ ۝ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ۝ وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ۝ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ ۝

(ترجمہ) جب آسمان پھٹ جائے اور جب ستارے جھڑ جائیں اور جب سمندر ابل پڑیں اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں۔ تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا نہیں نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے اور بے شک تم پر محافظ ہیں عزت والے اعمال لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے اور بے شک نافرمان دوزخ میں ہوں گے انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے جس دن کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہو گا۔

بزرگانِ محترم! مذکورہ بالا سورت میں انسان کو قیامت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اسے بتایا گیا ہے کہ وہ اس وقت کو نہ بھولے جو یقیناً ایک نہ ایک دن اپنے مقررہ وقت پر آکر رہے گا۔ اس دن یہ نظامِ ارضی و سماوی درہم برہم ہو جائے گا۔ آسمان جس میں اس وقت کوئی پھٹن نظر نہیں آتی اور نہ اس میں کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہے بالکل پھٹ جائے گا ستارے جو اپنی اپنی جگہ بڑے قرینے سے سجے نظر آتے ہیں تتر بتر ہو کر بکھر جائیں گے۔ سمندر ابل پڑیں گے اور جگہ چھوڑ کر آپس میں گڈ مڈ ہو جائیں گے۔ زمین کے اندر کی سب چیزیں باہر نکل پڑیں گی۔ مردے قبروں سے یا جہاں کہیں بھی ہوں گے باہر نکل آئیں گے اور ہر شخص کو نفسا نفسی پڑ جائے گی۔

پس ان سب چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اللہ ربّ العزّت نے اسے کس عمدہ طریقے اور احسن تقویم پر بنایا ہے اور کیسی خوبصورت اور بھلی شکل دی ہے لیکن وہ ہے کہ اپنے رب کریم کو بھلائے بیٹھا ہے روزِ جزاء و سزا کو جھٹلا رہا ہے جس کی وجہ سے اکثر افعالِ بد کا مرتکب ہوتا ہے۔

اے انسان یاد رکھ دنیا میں تو جو کام بھی کرے گا آخرت میں اس کا نتیجہ تجھے ضرور بھگتنا ہو گا تو دنیا میں آپ ہی آپ نہیں آ گیا ہے بلکہ تیرا ایک پیدا کرنے والا ہے جو تیری پرورش کرتا ہے اس کے فرشتے ہر گھڑی تیرے آس پاس موجود رہتے ہیں اور جو کچھ تو کہتا اور کرتا ہے لکھتے رہتے ہیں اور تیرا اعمال نامہ تیار ہوتا رہتا ہے۔ ان کے علم سے کوئی بات جو تو کرتا ہے باہر نہیں ہوتی اور یاد رکھ قیامت میں یہی اعمال نامہ تیرے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ پھر تجھے اپنے سارے کاموں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور تجھے صاف معلوم ہو جائے گا کہ تجھے کیا کرنا تھا اور کیا نہیں کرنا تھا اور تو نے کیا اثر باقی چھوڑا ہے۔

برادرانِ عزیز خوب جان لو! قیامت کے دن ہر ایک کا کام قرآنِ حکیم کی کسوٹی پر کس کر دیکھا جائے گا۔ جو اس کے مطابق ہو گا وہ نیک کام ہو گا اور اس کا کرنے والا نیکوں میں شمار ہو گا اور جو کام قرآنِ حکیم کے خلاف ہو گا وہ برا سمجھا جائے گا اور

اُس کے کرنے والوں کا شمار بدکاروں میں ہو گا۔ بالآخر نتیجہ یہ ہو گا کہ نیک لوگ جنّت میں داخل کئے جائیں گے اور ہمیشہ آرام و آسائش کے ساتھ وہیں رہیں گے بدکار لوگ دوزخ میں پھونک دیئے جائیں گے جو بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور وہاں وہ اس کی گرمی اور تپش سے بے تاب ہوں گے لیکن نہ اس سے نکل ہی سکیں گے اور نہ دم بھر کے لئے اس سے جُدا ہو سکیں گے اور یہ سب کچھ قیامت کے دن وقوع پذیر ہو گا جس کی بابت تفصیل کے ساتھ کچھ زیادہ نہیں بتایا جا سکتا البتہ مختصر یہ ہے کہ وہ بڑا ہولناک اور ڈراؤنا دن ہو گا اور ہر طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی چنانچہ اُس دن کی سختی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ ربّ العزّت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اے پیغمبر! آپ کو بھی کیا معلوم کہ وہ دن کیسا سخت ہو گا، سنو! اُس دن کوئی متنفّس کسی متنفّس کے کام نہ آ سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی اور اُس دن صرف اللہ ہی کی حکومت ہو گی کسی کے ہاتھ میں کوئی اختیار۔ حقیقی ہو یا مجازی باقی نہ رہے گا۔ پس جو کوئی جس بدلے کا مستحق ہو گا وہی اُس کو دیا جائے گا۔ فقط اللہ ہی کا حکم چلے گا اور کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

نے تفسیر عزیزی میں اس سلسلے میں تحریر فرمایا ہے کہ، حکم اُس دن اللہ ہی کے واسطے ہے اور دنیا میں جس طرح بادشاہ کا حکم رعیّت پر اور ماں باپ کا حکم اولاد پر اور آقا کا حکم نوکر پر اور خاوند کا حکم جورو پر اور میاں کا حکم لونڈی غلام پر جاری ہوتا ہے اُس دن یہ سب حکم منقطع ہو جائیں گے اور سوائے اُس مالک علی الاطلاق کے حکم کے کسی کو قدرت دم مارنے کی نہ ہو گی جس کو اُس مالک نے سب طرح سے پسند کیا اُس کی نجات ہے اور جس کو سب طرح سے ناپسند کیا اُس کی ہلاکت اور خرابی ہے اور جس کو بعض وجہ سے پسند کیا اور بعض وجہ سے نا پسند کیا ان کے واسطے پیغمبروں یا اولیاؤں یا عالموں یا حافظوں یا شہیدوں یا فرشتوں کو حکم ہو گا کہ فلانے شخص کی شفاعت کرو تا کہ تمہاری بھی عزت اور مرتبہ بڑھے اور اس طرح کی شفاعت جو حاکم کے حکم پر موقوف ہو اس میں کسی کو دخل نہیں ہوتا اور اعتماد کرنا بھی نہ چاہیئے اور اسی مضمون سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں ہے جو معتزلہ نے سمجھا ہے بلکہ شفاعت کا ہونا حاکم کے حکم پر موقوف رکھا ہے اور یہی ہے اہلسنّت والجماعت کا صحیح مذہب اور اعتقاد۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسان کو اپنے بنانے والے سے تعلق بگاڑنا نہ چاہیئے اور ہر گھڑی اُس کے حکموں کی فرماں برداری میں لگے رہنا چاہیئے ورنہ قیامت کے دن جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا اور اُس دن مخلوق میں سے کوئی بھی حامی و ناصر نہ ہو گا۔

بزرگانِ محترم ہر شخص جانتا ہے کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اُسے ایک نہ ایک دن اس کو چھوڑ کر ضرور دوسرے عالم کا راستہ لینا اور موت کی کٹھن گھاٹی سے بہر حال گزرنا ہے۔ غرض یہ مسلّمہ امر ہے کہ ہر آنے والا ضرور جائے گا اور ؎

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارا

چنانچہ جس طرح انسانوں اور جنوں کی عمریں مقرر ہیں اور انہوں نے لازماً ایک نہ ایک دِن فنا کی آغوش میں جانا ہے اسی طرح اِس عالم کی عمر بھی مقرر ہے اور اسے بھی بہرحال فنا اور زیر وزبر ہونا ہے حتیٰ کہ موجودہ سائنس بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔ القصّہ حاصل یہ ہے کہ افراد کے چلے جانے کو موت اور پورے عالم کے ختم ہو جانے کو قیامت کہتے ہیں اور اُسے بہر حال ایک نہ ایک دن ضرور برپا ہونا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے موت و حیات کی حکمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط

ترجمہ: جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔

مقصد

یہ ہے کہ موت و حیات کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے قائم کیا ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون بُرے کام کرتا ہے اور کون اچھے کام کرتا ہے اور اچھے سے اچھے کام کرنے والا کون ہے۔ اس عالم میں انسان کو عمل کا موقع دے کر اور طریق کار بتلا کر انسان کو امتحان میں ڈالا اور اس دنیا کا نام دار العمل رکھا پھر دوسری زندگی رکھی گئی آخرت کی زندگی، جس کا اعلان پیغمبروں کی زبانی واضح کر دیا گیا کہ اے انسانو! تم کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے اور جی اُٹھ کر خالق و مالک کے حضور میں جوابدہی کرنا ہے۔

ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ ۝

پھر تم قیامت کے دِن کھڑے کئے جاؤ گے جہاں اعمال کا بدلہ مِلنا ضروری ہے اور دنیا میں جو کام انسان کرتے ہیں ان کے فیصلے قیامت کے دن ہوں گے یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کو یَوْمُ الدِّیْن (بدلہ کا دن) اور یَوْمُ الْفَصْل (فیصلہ کا دن)، اور یَوْمُ الْحِسَاب (حساب کا دن) کہا گیا ہے۔ یاد رکھیئے! وہ دِن ایسا ہو گا جہاں رشتہ دار کام نہ آئیں گے، قوت نہ چلے گی، دولت سے کام نہ نکلے گا بلکہ بے کسی اور بے بسی کا عالم ہو گا۔ اعمال پیش ہوں گے اور ہر بھلائی اور بڑائی سامنے آ جائے گی۔

دیکھو! قیامت کا آنا ضروری

باقی صفحہ ۱۶ پر

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ

دوسری چیز ہے میرے دوستو! اور بزرگو! اسی کے متعلق امام الانبیاءؐ نے بھی فرمایا اِنَّمَا اَوْلَادُکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ تمہاری اولاد تمہارے کسب کا نتیجہ ہے رزق حلال ہوگا، اولاد نیک صالح پیدا ہوگی، متقی پرہیزگار پیدا ہوگی اور اگر رزق حرام ہوگا تو پھر اولاد بھی ایسی ہی ہوگی۔ جیسا ہم کھائیں گے تو اولاد بھی ویسی ہی ہوگی۔

تو معلوم ہوا رزق کا مسئلہ اسلام میں بنیادی مسئلہ ہے، کھانے پینے کا مسئلہ اسلام میں بنیادی مسئلہ ہے دوسری چیز کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ قرآن مجید کا یہ طرزِ بیان ہے اسلام واقعی ناسخ الادیان ہے لیکن اسلام کی ضد نہیں ہے کسی دین کے ساتھ ناسخ کا معنیٰ یہ ہے کہ جو باتیں اچھی تھیں ان کو باقی رکھا، جو باتیں خراب تھیں ان کو مٹا دیا۔ اسلام نے پہلے دینوں کی ہر ایک بات کو نہیں مٹایا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کے ماتحت امام جصاصؒ لکھتے ہیں (احکام القرآن میں) کہ اللہ تعالیٰ یہاں پر فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے پہلی امتوں کی بھی نیک باتیں بتاتا ہوں، جو باتیں پہلی امتوں میں نیک تھیں وہ تمہارے لئے باقی رکھی گئیں اس لئے کہ اسلام تو نیکی کا داعی اور مبلغ ہے۔ اگر تورات میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی، انجیل میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی اور دوسرے دینوں میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی۔ خود دیکھ لیجئے مشکوٰۃ کی حدیث موجود ہے۔ امام الانبیاءؐ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ منورہ تو وہاں پر یہودی جو تھے وہ عاشورۂ محرم کا روزہ رکھتے تھے، محرم کی دسویں تاریخ کا وہ روزہ رکھتے تھے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس دن حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نجات ملی اور فرعون کا بیڑہ غرق ہوا اس لئے ہم شکریہ کے طور پر دسویں محرّم کا روزہ رکھتے ہیں۔ امام الانبیاءؐ نے فرمایا کہ زیادہ مستحق ہیں اس بات کے کہ موسےٰ علیہ السلام پر جو خدا کی نعمتیں ہوئیں ہم ان کا شکریہ ادا کریں چنانچہ امام الانبیاءؐ جتنا زمانہ مدینہ منورہ میں رہے دسویں محرم کو آپ روزہ رکھا کرتے تھے اور پھر جس سال امام الانبیاءؐ کا آخری سال تھا اس دنیا میں تو حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال دنیا میں رہا تو میں نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا اس لئے بعض فقہا ہمارے یہ کہتے ہیں کہ امت کے لئے اب یہ ہے کہ نویں محرم کا بھی روزہ رکھے اور دسویں محرم کا بھی روزہ رکھے تاکہ تشابہ سے بچ جائے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے اگر دسویں کا بھی فقط روزہ رکھ لے تو ٹھیک ہے کیونکہ حضورِ انور نے صرف دسویں کا روزہ رکھا ہے نویں کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اور پھر فقہا نے اس پر بحث کی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ صرف نویں کا روزہ اگر رکھے تو پھر تو مکروہ ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال رہا تو میں نویں کا بھی روزہ رکھوں گا لیکن انور شاہ صاحب جو بہت بڑے محقق تھے (رحمۃ اللہ علیہ) اور جو آیت من آیات الاسلام تھے۔ ہمارے اکابر تو ایک سے ایک بڑھ کر تھے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم سب اکابر کی عزت کرتے ہیں، ہمارے لئے سب واجب الاحترام ہیں لیکن جن کو ہم نے دیکھا ہم تو انہی کی باتیں کرینگے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر لکھا ہے آپ فرماتے ہیں اگر میرے پاس اسلام کی حقانیت کی کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی اسلام کو قبول کر لیتا کہ انور شاہ مسلمان ہے۔ انور شاہ جیسا کوئی آدمی کہتا ہے کہ اسلام سچا دین ہے تو واقعی سچا دین ہے۔ اتنی بڑی شخصیتیں گذری ہیں اور ہمارے اکابر میں محبت دیکھئے کتنی تھی حکیم الامت اپنے زمانے کے حکیم تھے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ مجدد تھے اس دورِ حاضرہ کے۔ آج کل بھی ان کی کتابیں آپ دیکھیں لوگ کتابیں دیکھ کر ہدایت حاصل کرتے ہیں ـــ آج بھی ـــ یہ تعلق ـــ

یہ مفتی صاحب گذر رہے ہیں مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں اور میرا خیال ہے آپ میں سے بہت سے دوستوں نے ان کی زیارت کی ہوگی۔ الحمدللہ وہ بھی ہمارے اسی ضلع کے تھے کیا کیا جائے پاکوں کی باتیں بزرگی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ٹانگ میں ناسور تھا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہادت لکھی ہے کہ میں بھی اس وقت موجود تھا۔ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ران کا اپریشن کیا گیا اور پوری ران کاٹ دی گئی ـــ پوری ٹانگ ـــ ران سے لے کر پاؤں تک۔ ساری ٹانگ ڈاکٹروں نے کاٹنے کا فیصلہ کیا۔ اور میں نے خود حضرت مفتی صاحب سے پوچھا جب آپؒ ایک مرتبہ ایبٹ آباد تشریف لائے تو آپؒ نے اس کی تصدیق فرمائی یہ تو بات ٹھیک تھی، پھر ہنس پڑے

تو حضرت مفتی صاحب کو جب لے گئے اپریشن روم میں — آج لوگ کہتے ہیں اللہ کے نام میں کیا ہے؟ بھائی سب کچھ اللہ کے نام میں ہے — تو کہتے ہیں اللہ کے نام میں کیا ہے؟ اور کس میں ہے؟ اللہ کے نام میں تو سب کچھ ہے ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ o اللہ ہی تو ہے۔ باقی کیا ہے؟ باقی تو سب فانی چیزیں ہیں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لے گئے اپریشن روم میں۔ اب بھی وہ کرنل جنہوں نے اپریشن کیا تھا موجود ہیں۔ جب آپ کو سونگھانے لگے کلورو۔ فارم تو آپ کو بیہوشی نہیں آتی تھی (بھائی جس دل میں اللہ کا ذکر ہو وہ بیہوش ہو سکتا ہے؟) یہ تو ہم کہتے ہیں کہ میں ایسا سویا کہ نیند ہی طاری ہوئی رہی اور میں دس بجے جاگا" (رات کو کہاں گئے تھے؟ "سینما گیا تھا" تو پھر تم تہجد پڑھ سکتے ہو؟ سحری کو تہجد وہی پڑھ سکتا ہے جو رات کو استغفار پڑھتے پڑھتے سو جائے، امام الانبیاء پر درود پڑھتے پڑھتے سو جائے، سورہ ملک پڑھتے پڑھتے سو جائے، سورہ کہف پڑھتے پڑھتے سو جائے، میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دیکھئے اسے سحری کو جاگ مل جائے گی۔ دل کرے گا کہ میں خدا کے سامنے سجدہ کروں اور جو رات کو گناہوں میں ملوث سو گیا، وہ صبح جاگ سکتا ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (اللہ تعالٰی مجھے اور آپ کو شیطان کے حملوں سے بچائے)

تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کلورو فارم سونگھانے لگے تو بے ہوشی نہیں آتی تھی۔ آخر فیصلہ ہوا اور ڈاکٹروں نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "آپ کو بے ہوشی نہیں آتی"۔ فرمایا، "تم مجھے کیوں بے ہوش کرتے ہو؟ ہوش میں ہی رہنے دو۔ تم اپنا کام کرو۔ نہیں اس سے کیا مطلب ہے" جناب پوری ران کاٹنی ہے"۔ فرمایا "کاٹو، تمہیں اس سے کیا مطلب ہے، کاٹو، تم اللہ کا نام لے کر شروع کرو" عینی گواہوں کا بیان ہے میرے بزرگو! کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُف تک نہیں کی، پوری ران کاٹ دی گئی اف تک نہیں کی۔ آدمی کہتا ہے لاش پڑی ہے۔ اور اپریشن کے بعد پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی؟ فرمایا، "میں نے تو اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ میرا ذکر قلبی جاری تھا، میں دل کے ساتھ خدا کی یاد کر رہا تھا۔ میں نے توجہ ہی نہیں کی ران جاتی ہے تو جانے دو"۔

تو جس کے مرید مفتی محمد حسن صاحب جیسے لوگ ہوں اس کا مقام کتنا بلند ہو گا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اگر اور کوئی بھی دلیل دنیا میں نہ ہوتی اسلام کے حق ہونے کی تو میں اس لئے اسلام کو لیتا کہ انور شاہ مسلمان ہے" (رحمۃ اللہ علیہ)۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے اکابر کے درمیان کتنی محبت ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دیکھئے اور پھر حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت کو دیکھئے۔ اور پھر میرے بزرگو یہ تو دونو بزرگ تھے ہمارے ان میں کوئی سیاسی اختلاف نہیں تھا حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیاسیات میں زیادہ حصہ نہیں لیتے تھے اور یا شاید لیتے تھے تو اتنا نہ لیتے تھے جتنا حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی لیتے تھے۔ جن دوستوں نے عبدالماجد دریا بادی کی کتاب پڑھی ہے "نقوش و تاثرات" دیکھ لیجئے مقدمے میں کیا لکھا ہے؟ عبدالماجد دریا بادی ہمارے اس علاقہ (ہندوستان اور پاکستان) میں چوٹی کے علماء میں سے ہیں جن کو علوم جدیدہ اور علوم قدیمہ پر عبور حاصل ہے (خامیاں ان میں ہیں، لیکن تاہم وہ ہمارے لئے ایک بہت بڑے عالم دین ہیں جن کو ہم اسلام کے لئے مفید سمجھتے ہیں) عبدالماجد دریا بادی نے لکھا ہے کہ میں جب بیعت ہونے گیا مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہاں کیا رکھا ہے چلو تھانہ بھون چلتے ہیں" (اکابر کی محبت پر بات آ گئی، یہ بھی قرآن ہے رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی تفسیر)، حالانکہ یہ وقت وہ ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت کی رو سے ترکِ موالات لازم ہے انگریزوں کے ساتھ بائیکاٹ کرو، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موالات کا مطلب صرف محبت ہے۔ محبت نہ رکھو۔ مسائل میں اختلاف ہے، شدید اختلاف ہے، لیکن حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالماجد! یہاں کیا رکھا ہے چلو چلتے ہیں تھانہ بھون حضرت مدنیؒ سے بیعت کا مشورہ مولانا محمد علی جوہر نے دیا جو بیت المقدس میں مدفون ہیں۔ دیکھا؟ محمد علی جوہر کو جانتے ہوں گے آپ۔ محمد علی جوہر کون تھا؟ میجسٹریٹ رام پور کا۔ انگریزی گھرانے میں پلا، انگریزی پڑھا ہوا، اللہ تعالٰی نے جب توفیق عطا فرمائی تو اللہ تعالٰی نے ان سے وہ کام لیا، خلافت کے ہیرو بنے، پیدا ہوئے رام پور میں، مرے لندن میں اور دفن کہاں ہوئے بیت المقدس میں۔ خدا نے قبول کیا۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ o اور بعض ایسے بھی گذرے ہیں پھلے بھولے پاکستان میں آخری عمر میں مدینہ میں پہنچے لیکن مرے کراچی میں (اللہ سب کے گناہوں کو معاف فرمائے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت مدنیؒ ان کو لے گئے تھانہ بھون مولانا عبدالباری بھی ساتھ تھے وہاں جب گئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آپ ہی بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا "جناب میں اس قابل نہیں ہوں آپ کے پاس لایا ہوں"۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں "واقعی آپ کو مجھ پر اعتماد ہے؟ میں اس قابل ہوں کہ میں عبدالماجد دریا بادی کو بیعت کروں؟" حضرت مدنیؒ نے فرمایا "جی ہاں آپ پر مجھے اعتماد ہے اور آپ اس کو بیعت کر لیں"۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اس کے اہل ہیں کہ آپ اس کو بیعت کریں" چنانچہ مولانا عبدالماجد دریا بادی کو بیعت کیا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تربیت کی مولانا تھانوی۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

تبلیغ کی ضرورت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین لے کر آئے تھے اُمت کو پہنچایا دلوں میں جمایا اور سب کچھ خود کر کے دکھایا اور تشریف لے جاتے وقت اُمت کے سپرد فرما گئے ہیں۔ آج اس دین پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں مسلمانوں سے اسلام کی روح سلب کی جا رہی ہے بہت لوگ نام ہی نام کے مسلمان رہ گئے تعلیمات عنقا اور کتابیں تک نایاب ہو رہی ہیں۔ آخر ہم سب جس دین کی حفاظت کے ذمّہ دار قرار دیئے گئے تھے ذرا سوچ کر تو دیکھیں کہ ہم نے اس کی ذمّہ داری کیا ادا کی، کیا کوشش کی آخر اسلام سب کی مشترکہ دولت سب کی ذمّہ داری کی مشترکہ امانت ہے دل و زبان عمل مال و دولت عزوجاہ سب کچھ تج کر ہم کو جس چیز کو محفوظ رکھنا تھا ہم نے اس میں کیا کام کیا۔ کل جب حضور خود مطالبہ فرمائیں گے کہ میری امانت کو تم نے کیسے رکھا دشمنوں سے کیسے بچایا دوستوں میں کیسے پھیلایا تو غور کیجئے ہمارا کیا جواب ہو سکے گا۔ جب ہم گناہوں کی سزاؤں کے ہولناک منظروں کے سامنے ہوں گے ہمیں حضور کی شفاعت کی امید کرنی ہو گی کیا اسی منہ سے اُمید رکھیں گے کیا اس مطالبہ کا جواب صفر سے دیکر بھی سر اوپر اُٹھ سکے گا۔ دولت ثروت آرام و راحت کے نشہ کی یہ مستی وہاں کیا رنگ لائے گی اس پر خوب خوب نظر کرنے کی ضرورت ہے طرح طرح کے مصائب پریشانیاں بیماریاں صدمے جو گناہوں کی پاداش میں دنیا میں مسلط کئے جاتے ہیں کیا اُمت مسلمہ کے حقوق مجبور نہیں کر رہے ہیں کہ ہم سب مل کر ایک دوسرے کی دستگیری کریں ضرورت تو اس کی تھی کہ ہم غیروں کو بھی اسلام کے دامن میں پناہ دیتے مگر افسوس گھر کی لگی آگ بجھانے میں بھی ہم سست سست نظر آ رہے ہیں۔ ہم کو اول گھر کا پھر باہر کا دونوں کام کرنے ضروری ہیں تمام تر دشواریاں پریشانیاں محض اسی بنیاد پر لاحق ہوتی ہیں کہ ہم اسلام میں کمزور پڑ گئے ورنہ وہی قرآن مجید وہی احادیث وہی دین وہی حضور کی سرپرستی وہی ایمان و عمل ہمارے لئے بھی موجود ہے جو اسلاف کے لئے تھا انہوں نے قدر کی پکے سچّے مسلمان بنے دنیا میں سب پر چھا گئے آخرت سب سے فوقیت لے گئے۔ اور ہماری سستی نے دنیا و آخرت دونوں تباہ کر کے رکھ دی ہیں۔

زمانہ بہت تیز رفتار ہے تیزی سے بدل رہا ہے اس لئے سوچ فکر کا وقت نہیں فوری تدبیروں کی ضرورت ہے تبلیغ یعنی نیکیوں کا حکم بدیوں سے روکنا ہر مسلمان کا فریضہ فرمایا گیا ہے اسی سے اس امت کو خیرالامم قرار دیا ہے اس کے ہر ہر کام پر بڑے اجر کا وعدہ ہے احقر کے دورے دعوت التبلیغ اور تقاضائے وقت اس کی تفصیل سے لبریز ہیں انفرادی کام تو علمائے اسلام جگہ جگہ انجام دے رہے ہیں ضرورت ہے کہ کوئی زبردست ادارہ اس کا بنایا جائے جس میں اہل لوگ ملازم رکھ کر ہدایات ضروریہ دے کر پورے ملک میں گاؤں در گاؤں گلی در گلی یہ کام ہو۔ پوسٹر۔ پمفلٹ۔ رسائل شائع ہوں۔ جلسے کئے جائیں تبلیغی جماعتیں بنائی جائیں اور جو لوگ باہر کام کے اہل ہوں ان کو وہاں بھیجا جائے۔

ممکن ہے ابتدائے کار کے لئے بھی مشکل سے عملہ میسّر آ سکے اس لئے آئندہ کے لئے عملہ تیار کرنے کا کام بھی خود ادارے کو انجام دینا ضروری ہے اس کی تشکیلیں وقت پر پیش کی جا سکتی ہیں اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بلند آواز سے کیا جائے تو کام کی سب مشکلیں آسان ہو کر راہیں کھل سکتی ہیں صرف ہمّت اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ ہمّت کر لی جائے۔ پھر اجتماعی مشورے ہوں تو سب راہیں صاف نظر آنے لگیں گی۔

اس کام کی اہمیّت اور ضرورت پر زیادہ عرض معروض کی اس لئے ضرورت نہیں کہ آج کل کے حالات پر نظر رکھنے والا ہر ہوش مند دماغ اسی فکر میں غلطاں پیچاں ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے ملک میں بہت سے دولت مند اہل خیر و حوصلہ ایسے موجود ہیں جن کے دلوں میں یہ جذبہ کامل ہے شوق وافر ہے اور اتنا ہے کہ بیقراری تک پہنچا دیتا ہے مگر ان کو راستہ نظر نہیں آ رہا ہے اگر ایسے حضرات ایک وقت مقرر کر کے کسی جگہ جمع ہو کر مشورے کر لیں تو اس کی راہیں کھل سکتی ہیں ان کے دل کی گھٹن رفع ہو سکتی ہے۔ امت مسلمہ کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے بیدینی کے اس سیلاب پر بند لگ سکتا ہے دین کی مدد پر خدائی مدد کا وعدہ ہے ان کی راہ میں کوشش کرنے والوں کے لئے ہدایت راہ کا وعدہ ہے اس طرف متوجہ ہو جانے والوں کے لئے منزل تک پہنچانے کا وعدہ ہے۔ امید ہے کہ اس مختصر عرض داشت پر تنہائی میں غور فرمایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد فرمائیں۔

مدرسہ عربیہ تدریس القرآن

الحاد و فحاشی کے اس دور میں مسلمان بچوں کی ذہنیتیں جس طرح مسموم اور پراگندہ ہو رہی ہیں۔ اہل نظر حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ ایسے ماحول میں مسلمان بچوں کی صحیح دینی خطوط پر جسمانی اور روحانی تربیت کرنے کے لئے تعلیم گاہوں کا اجرا نہایت ضروری اور وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے چنانچہ مستری الٰہی بخش جیسے دردمند اور نیک دل بزرگوں نے اور چند دیگر مقامی مخلصین اور بہی خواہوں کی مدد سے ایک مدرسہ تدریس القرآن بستی میراں جیات یونین کونسل ٹھٹھہ قریشی تھانہ خان گڑھ میں کھولا اس وقت تقریباً تیس ۳۰ لڑکے تعلیم حاصل کر رہے ہیں بستی کے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور مخیر حضرات اپنی نیک کمائی سے مدرسہ کی اعانت فرما کر عند الناس مشکور و عند اللہ ماجور ہوں۔ ترسیل زر کا پتہ۔ مستری الٰہی بخش صاحب صدر مدرسہ مظفر گڑھ ڈاکخانہ قلدی۔

مولانا قاری رشید احمد قادری خلف الرشید اسوۃ الصلحا سید الاتقیا حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری

فضائلِ درود شریف

گذشتہ سے پیوستہ

درود شریف کے چند خواص اور فضائل۔

(۱) درود شریف پڑھنے سے قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہو گی۔ (بیہقی فی الشعب۔ خطیب بغدادیؒ ابن عساکر)

(۲) ایمان کا ثبوت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے نزدیک درود شریف پڑھتا ہے۔ میں سنتا ہوں اور جو کسی دور مقام سے پڑھتا ہے مجھے پہنچایا جاتا ہے فرمایا کہ درود شریف کی برکت سے دنیا اور آخرت میں اس کے مشکلات حل ہوں گے اور میں اس کی شفاعت کروں گا اور قیامت کے دن میں اس کے ایمان کی شہادت دوں گا۔

نوٹ:۔ سبحان اللہ۔ حضرت رسولِ اکرم جس کے ایمان کی شہادت دیں اس کی نجات یقینی ہے اور اس کے جنتی ہونے میں کوئی شک باقی نہیں ہو سکتا۔ تفسیر در منثور جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۹ جلاء الافہام باب اوّل۔

(۳) قرب نبویؐ۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت اور اخلاص کے ساتھ درود شریف پڑھنے والا مجھ سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو گا۔ (در منثور جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۸ جلاء الافہام باب اوّل۔

فائدہ علماءِ امت و مشائخ طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ درود شریف بکثرت پڑھنا حضور علیہ السلام کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محبت کی علامت ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ :۔ ترجمہ:۔ مرد اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس کو زیادہ سے زیادہ محبت ہو گی تو درود شریف پڑھنا اور حضور کی اتباع کرنا محبت کا قوی نشان ہے۔

اس روز جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہو گیا اس کے بخت اور اقبال کی بلندی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ۔

(۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن کی سختیوں اور ہلاک کرنے والی پریشانیوں سے نجات پانے والے اور بچنے والے وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرتے تھے: دُرِّ منثور صفحہ نمبر ۲۱۹۔

(۵) حضرت امام قشیریؒ نے ذکر کیا ہے کہ قیامت کے دن اگر کسی مومن کی نیکیاں کم ہو گئیں تو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاغذ کا چھوٹا سا پرزہ نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے جناب کی نظر کرم سے کاغذ کا پرزہ رکھنے سے پلڑہ بھاری ہو جائے گا یہ کیفیت دیکھ کر وہ عرض کرے گا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کا مبارکؐ چہرہ کتنا مقدس اور اخلاق عالیہ کتنے بلند اور بے کسوں کی ہمدردی بے انتہا ہے آپؐ کون ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ ٹکڑا وہ درود ہے جو تیری طرف سے میرے پاس پہنچتا رہتا تھا میں نے تیری احتیاج سے زیادہ تجھے دے دیا۔

اسی قسم کا دوسرا واقعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص پلصراط پر گزرتے ہوئے ہانپتا کانپتا گرتا پڑتا گزر رہا ہو گا اچانک اس کے پاس میرا درود شریف نورانی صورت میں آ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر انتہائی آرام کے ساتھ بہت جلدی دوسرے کنارے پر لے جائے گا۔ (تذکرۃ الامام القرطبی مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۸۰ صفحہ ۱۰۷ ایضاً

درود شریف پڑھنا

(۶) حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد دس دس دفعہ درود شریف پڑھتا رہے گا قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہو گی۔

بھولی ہوئی چیز کا یاد آنا۔

(۷) حضرت ابو موسےٰ مدینیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو کوئی چیز بھول جائے تو درود شریف پڑھنے سے یاد آ جائے گی۔ خیر الکلام۔ جلاء الافہام۔

(۸) حضرات مشائخ طریقت رحمہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو حضورؐ کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے۔

سبحان اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زیارت بہت بڑی سعادت ہے۔

صدقہ اور خیرات

(۹) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صدقہ اور خیرات نہیں دے سکتا اس کو چاہیئے کہ یہ درود شریف پڑھا کرے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی (سیدنا) مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ (النبی الخاتم) وَ صَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ (الادب المفرد للبخاری۔ تفسیر دُرِّ منثور جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۷۔

احباب کرام! سوچنا چاہیئے۔ کہ درود شریف کی کیا کیا برکتیں اور کتنے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالےٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے نبیؐ کی شفاعت نصیب ہوتی ہے پلصراط۔ پر آسانی سے گزرنا نصیب ہوتا ہے دنیا اور آخرت کے مشکلات حل ہوتے ہیں گناہ جھڑتے ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ فکر اور اخلاص کے ساتھ اس پاکیزہ عمل کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی سعادت حاصل کریں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے وضو ہو یا نہ ہو ہر وقت درود شریف وِردِ زبان رہے۔ بے وضو پڑھنے میں ثواب تھوڑا وضو کے ساتھ پڑھنے

باقی صـ۱۲ پر

نعیم اللہ بہاری فاضل دیوبند

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ

چمنستان اسلام ہمیشہ ہرا بھرا رہا ہے اس میں طرح طرح کے پھول کھلتے رہے ہیں اور دنیا ان سے فیض خوشبو حاصل کرتی رہی ہے اس وقت بھی جب اس پر بہاروں کا قبضہ رہا ہے اور اس وقت بھی جب اسے خزاں سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ اس لئے کہ اسلامی تعلیم ایک ایسی تعلیم ہے جو انسانی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر لا الٰہ الا اللہ کے مرکز پر جمع کرتی ہے اور صرف ایک خدا کی قدرت و حاکمیت کا یقین دلاتی ہے اسی تعلیم کی بنا پر نہ جانے کتنے تھے جو راہ حق میں شہید و کامگار ہوئے اور کتنے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں زندہ جاوید ہو گئے انہیں میں مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو بیسویں صدی کے مفکّر اور انقلابی تسلیم کئے جاتے ہیں آپ سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے بارہ برس تک پرورش پاتے رہے اور تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے لیکن گرنتھ صاحب طبیعت کو راس نہ آیا آریہ سماج کی کتاب دیکھی اس سے تشفی حاصل نہ ہو سکی بالآخر اسلامی کتب خاص کر مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقویۃ الایمان اور ایک ہندو سے مسلمان ہونیوالے شخص عبید اللہ کی کتاب تحفۃ الہند جس کے نام پر مولانا نے اپنا نام رکھنا پسند کیا پڑھی حق بات حق کے متلاشی کو بھانے لگی۔ ذہن منزل مقصود کی طرف پرواز کرنے لگا تلاش بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایقان و ایمان کی منزل پر آکر رک گئی اور آپ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اب ضرورت تھی کہ آپ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے اس زبان کو سیکھیں اور اس کے ابدی قوانین کو بلا کسی فاصلے اور واسطے کے دل کے اندر جاگزیں کریں اس کے لئے برصغیر کی سب سے بڑی دینی درسگاہ دارالعلوم دیو بند کا انتخاب کیا جہاں اسلامی تعلیم آزادانہ طور پر دی جاتی تھی چنانچہ وہیں تعلیم دین حاصل کرتے رہے۔ مولانا سندھی دیو بند میں تقریبًا دس برس رہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کی صحبت نے ان کے جوہر کو اور نکھارا اور ان کو کھل کر ہر فن کو سمجھنے کا موقع رہا حدیث منطق فلسفہ خاص طور پر ان کے موضوع تھے چنانچہ دوران تعلیم ہی میں منطق وغیرہ کے چند رسائل لکھ ڈالے احادیث سے گہری دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ وہ اپنی کتاب "شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ" میں لکھتے ہیں کہ بہت سی حدیثیں جب اسناد و روابط کے اعتبار سے سمجھ میں نہیں آتی تھیں تو شیخ الہند کی طرف رجوع کرتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ شیخ الہند نے مجھے احادیث کے سمجھنے کے لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا طریقہ بتلایا اور کہا کہ اس طرز پر احادیث کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے جب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو مجھے احادیث کے سمجھنے میں بہت ہی آسانی ہوئی اور ساری پریشانی دور ہو گئی فراغت کے بعد شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے جس سے ملکی حالات کو دیکھ کر سیاسیات میں بھی حصہ لینے لگے اور اپنی صلاحیتوں کو انگریز سامراج کے خلاف جہاد میں صرف کرنا شروع کر دیا جو اس وقت کا زبردست تقاضا تھا اور دیوبند کا ہر طالب علم و عالم اس ضرورت اور تقاضے کو سمجھتا تھا لیکن خاص طور سے جو شیخ الہند جیسے مجاہد کی صحبت میں ہو اس کی تعلیم و تربیت کا کیا کہنا بہر حال تحریری و تقریری طور پر ایک انقلابی کی صورت میں لوگوں کے سامنے آئے اور ایک پُر جوش مجاہد بن کر لڑتے رہے۔ اسی کارنامہ کو دیکھ کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا جس کو سراپا انقلاب دیکھنا ہو وہ مولوی صاحب کو دیکھے شیخ الہند نے کچھ کام آپ کے ذمّہ کر کے افغانستان کی طرف بھیجا اور وہ یہ تھا کہ افغانستان کی حکومت کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دے اور ہندوستانی مہاجرین کے ساتھ مل کر ہندوستان پر حملہ کر کے ہندوستان انگریز سے چھین لے لہٰذا آپ ہندوستان سے افغانستان چلے گئے اور وہاں جاکر آزاد ہندوستان کی حکومت کی بنا ڈالی جس کے وزیر اعظم مولانا برکت اللہ اور صدر راجہ مہندر پرتاپ تھے جنرل اسٹنٹ آپ تھے خارجہ امور وغیرہ آپ کے ذمّہ تھا آپ نے شاہ امان اللہ خاں کا اتنا اعتماد حاصل کر لیا تھا کہ انہوں نے آپ کو اپنے خاص مشیروں میں شامل کر لیا چنانچہ جب انگریزوں سے جنگ ہوئی تو آپ کو اس میں خاص عمل دخل تھا بعض محاذ پر شکست ہوئی اور بعض پر فتح جس محاذ پر شکست ہوئی تھی اس کا آپ کو عمر بھر قلق رہا۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ رات چار پائی سے نیچے اُتر کر زمین پر سو رہے تھے بستر کو کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے کئی غلطیاں ہوئی ہیں ان میں ایک غلطی یہ ہے کہ میں نے شاہ امان اللہ خاں کو مشورہ دینے میں غلطی کی جس کی وجہ سے جنگ میں ایک محاذ پر شکست ہوئی تھی اور اس شکست کا ذمہ دار میں اپنے آپ کو متصوّر کرتا ہوں۔ بعد ازاں آپ روس گئے جہاں لینن نے آپ کی خاص طور پر آؤ بھگت کی آپ اس کی کمیونسٹ حکومت کی ترقی دیکھ کر بہت متاثر ہوئے کہ جو کام مسلمانوں کا تھا وہ ایک خدا کے منکر کے ہاتھوں انجام پا رہا تھا اِنّی جاعِلٌ فِی الارض خلیفہ کے مصداق اگرچہ انسان ہیں لیکن جو اصول اسلام نے دیئے جو مثالی حکومت قرن اوّل میں قائم ہوئی تھی ویسی آج تک قائم نہ ہو سکی تھی معاشی تقسیم جو اسلام نے کی تھی معاشرے کی تشکیل

اسلام نے کی آج اس سے ملتی جلتی
ایک خدا کا منکر انجام دے رہا تھا۔
مولانا لکھتے ہیں کہ اگر شاہ ولی اللہ
کی کتاب نہ پڑھ چکا ہوتا تو ایمان
بچنا مشکل تھا آپ شاہ ولی اللہ رحمۃ
اللہ علیہ کے علوم کے خاص ماہر اس
صدی میں تسلیم کئے جا چکے ہیں
چونکہ آپ کی بنیادی تعلیم بھی اسی
نظریے پر ہوئی تھی لہٰذا آپ نے
اپنے تمام مشکلات و اعتراضات کا
حل بھی حضرت امام شاہ ولی اللہ ہی
کی کتابوں میں سے ڈھونڈ نکالا۔ ولی
اللّٰہی علوم سے برّصغیر کے علاوہ
پورے عالم اسلام کے لوگ واقف
ہیں چنانچہ ازہر میں ان کی بعض
کتابیں پڑھائی بھی جاتی ہیں ہندوستان
کی آج اکثر و بیشتر جماعتیں ولی اللّٰہی
علوم کی دعویدار ہیں۔ بہر حال روس
میں قیام کے دوران کیمونسٹوں کا مطالعہ
کیا اس کے انقلابات دیکھے ان کی
ترقیاں دیکھیں وقتی طور پر متاثر بھی
ہوئے لیکن حقیقت واضح ہو گئی۔ آپ
پھر حجاز کی طرف لوٹے اس لئے کہ
ہندوستان کے داخلے پر پابندی لگ
چکی تھی ترکی ایران وغیرہ کے انقلابات
کو دیکھتے ہوئے آپ حجاز آ گئے
اس وقت پورا خطۂ عرب میدان کار
زار بنا ہوا تھا شریف کی چپقلش مصر
میں برطانیہ کی مداخلت شام پر فرانس
کا قبضہ آپ ان انقلابوں کا بغور مطالعہ
کرتے ہوئے ہندوستان میں داخلے
پر پابندی کی وجہ سے حرم شریف
میں اقامت گزیں ہوئے اور وہیں
احادیث کا درس دینا شروع کیا آپ
بغیر کسی معاوضے کے تعلیم دیتے رہے
امراء وزراء کے بچے آپ کے پاس
تعلیم حاصل کرنے آتے آپ انہیں
بلا خلوص تعلیم دیتے کسی کو کوئی مسئلہ
دریافت کرنا ہوتا آپ سے بلا جھجک
دریافت کر لیتے میں کوئی روک ٹوک
نہیں تھی لیکن آپ کبھی امراء کے
دروازے پر نہیں گئے اگر
کوئی وزیر امیر دعوت کرتا تو آپ
ان کے قبول کرنے سے انکار کر
دیتے اور کہتے کہ تم نے عوام کا
خون چوس چوس کر دولت اکٹھی کی ہے
تمہاری حکومت استبدادی حکومت ہے

غرضیکہ ساری زندگی آپ کی انقلاب
میں گزری ان سفروں میں اس مرد
مجاہد کو کتنی ہی مصیبتوں کا سامنا
کرنا پڑا کئی کئی دن بھوکے رہنا پڑا
لیکن ان کے پائے ثبات ذرہ برابر
متزلزل نہیں ہوئے اور وہ عظیم مجاہد
اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔
مولانا کی کتابوں کو دیکھنے سے پتہ
چلتا ہے کہ آپ کی نظر قوموں کی
تاریخ اور انقلابات کے پس منظر اور
پیش منظر پر کتنی گہری تھی آپ کہا
کرتے تھے کہ "اسلامی حکومت ضرور
قائم ہو گی لیکن من گھڑت اسلامی
حکومت نہیں بلکہ موجودہ ڈھانچہ ٹوٹ
پھوٹ جائے گا اور صحیح اسلام آئے گا"

دورۂ حدیث کا اجراء

سندھ کی مشہور علمی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ سکھر میں

انشاءاللہ ۱۵ شوال ۱۳۸۶ھ سے ہو رہا ہے۔ فن حدیث کے
تجربہ کار چار استادوں کو دعوت دی گئی ہے۔ جو حدیث کے طلباء
کو تیاری کرائیں گے۔ حافظ الحدیث حضرت العلامہ مولانا انورشاہ
صاحب کشمیریؒ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب
اندرابی وسابق استاد دارالعلوم دیوبند شیخ الحدیث کے فرائض
انجام دیں گے۔ حضرت شاہ صاحب دارالعلوم دیوبند کے محققانہ و
محدثانہ مخصوص طرز پر بخاری شریف کا درس دیں گے۔ اور ترمذی
شریف کا درس فقیہانہ استنباطات کے ساتھ مفتی اعظم حضرت
مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دیا کریں گے۔ حضرت مولانا
عبدالحکیم صاحب صدر مدرس حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب
کامل پوری حضرت مولانا حضور بخش صاحب بلوچ بھی حدیث
کے اسباق پڑھائیں گے دورۂ حدیث کے طلباء کو قیام و
طعام، ناشتہ اور کپڑوں کے علاوہ دس دس روپیہ ماہانہ کے
وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ دورۂ حدیث کے طلبہ ۱۵ شوال
تک پہنچ جائیں انشاءاللہ ۱۷ شوال سے اسباق شروع ہو جائیں
گے۔ داخلہ ۳۰ شوال تک جاری رہے گا محمد احمد تھانوی
مہتمم مدرسہ اشرفیہ وائی روڈ۔ سکھر۔

بشارت

حضرات! مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ عقب کچہری ملتان میں
تجوید و قرأت و حفظ و ناظرہ و پرائمری اسکول کے علاوہ ترجمہ
قرآن حکیم شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی صاحب
لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر پڑھایا جائے گا نیز فارسی
کی کتب و ابتدائی عربی کی تعلیم کا انتظام ہو گا اس کام کے
لئے فی الحال حضرت مولانا غلام قادر صاحب خلیفہ مجاز حضرت
لاہوریؒ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔

۲۔ مرکزی تنظیم اہل سنت پاکستان کے تحت حضرت مہتمم صاحب
تبلیغی سلسلہ میں ہر ماہ صرف چار دن باہر جائیں گے۔

۳۔ اس سال برائے تجوید و قرأت مولانا قاری عطاءاللہ صاحب
ڈیروی سابق مدرس دارالقرآن لاہور کی خدمات بھی حاصل کر
لی گئی ہیں۔ لہٰذا شائقین علوم نبویہ جس شعبہ میں چاہیں اوّل فرصت
میں شرکت کریں مسافر طلباء کا داخلہ محدود ہے۔

محمد عبدالرؤف ناظم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ عقب
کچہری ملتان

بقیہ ۴: فضائل درود شریف

میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ نہ
پڑھنے والے سے پڑھنے والا فائدہ
میں رہتا ہے:

یا ربِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تاثرات :- مولانا فاضل حبیب اللہ رشید الحسینی مدیر جامعہ رشیدیہ ساہیوال

احسانیات

اعد ذکر احسان لنا ان ذکرہ
ہو المسک ما کررتہ یتضوع

الحاج حضرۃ قاضی احسان احمد صاحب مرحوم و مغفور، واقعی خطیبِ پاکستان، محسن ملک مجاہد ملت، شجاع قوم، مجسمۂ احسان، تاریخ کا ایک باب، پوری تحریک اور اپنی ذات میں ایک مستقل انجمن تھے۔

راقم فاضل جالندھری نے تحریک ختمِ نبوۃ، میں سات آٹھ ماہ مسلسل، ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں آپ کیساتھ گذارے۔ خلوت و جلوت کے خوبی کردار، اخلاقِ حسنہ، احسانِ عظیم کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔

آپ کے کمالات صوری و معنوی، بلندیٔ کردار، اخلاقِ طیبہ، خدماتِ جلیلہ، اوصافِ حمیدہ کے لئے تو دفتر چاہیئے مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ!

قبل از تقسیم تقسیم ملک سے قبل ہمارے وطنِ عزیز جالندھر مرحوم آیا جایا کرتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب میں مدرسہ خیرالمدارس جالندھر پڑھتا تھا دارالعلوم دیوبند کی تقسیم کے دوران، حضرت قاضی صاحبؒ دارالعلوم تشریف لائے حضرتِ مرشد شیخ سید مدنی قدس اللہ اسرار ہم کے مکان پر قیام ہوا اور دارالعلوم کے دارالحدیث ہال میں حضرت شیخؒ کی صدارت میں آپ کی تقریر وخطاب سے تعارف کی ابتدا ہوئی۔

دارُالعُلوم دیوبند سے فراغت کے بعد رائے پور ضلع جالندھر واپسی پر تحصیل نکودر کے ایک عظیم اجتماع میں آپ کو حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰنؒ لدھیانوی کے ہمراہ قریب سے دیکھا اور سُنا۔ تبادلہ خیالات شروع ہوا تو آپ نہ صرف احسانِ کبیر ثابت ہوئے بلکہ انسانِ عظیم !!!

حضرۃ علامہ طالوت مرحوم چنیوٹ اسلامیہ ہائی سکول میں حضرۃ علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ معلم العربیہ تھے۔ حضرۃ علامہ طالوت مرحوم کی تحریک اور حضرت قاضی صاحب مرحوم کے انتخاب اور حضرت شیخ مدنی علیہ الرحمۃ کے ایمأ سے راقم کو بھی اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ میں تعلیم و تعلم کا کام کرنا پڑا حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت علامہ طالوتؒ کے ہاں اکثر تشریف لاتے۔ چنیوٹ سے بے تکلفی ہوئی اور تعلقات بڑھتے گئے۔ لائلپور۔ سرگودھا کی طرف آتے جاتے ہوئے چنیوٹ ضرور اُترتے اور علامہ طالوت مرحوم کے ہاں ساری رات مجلس رہتی۔ حضرت علامہ طالوتؒ کے علمی جواہرات اور حضرت قاضی صاحب کے سیاسی و ادبی معلومات سے ایک جماعت متاثر ہوتی۔

اسارت و نظربندی تحریک ختم نبوۃ کے دوران حکومت نے بعض خصوصی حضرات کو سنٹرل جیل ملتان سے ڈسٹرکٹ جیل میں علیحدہ منتقل کر دیا۔ ان لوگوں میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہٗ مولانا محمد علی جالندھری۔ سید نورالحسن شاہ بخاری، مفتی محمود، مفتی ضیاالحسن حافظ حاجی خادم حسین مرحوم لاہوری وغیرہ اور خادم راقم نظربند و اسیر تھے

جیل کھیل ملتان جیل میں سات آٹھ ماہ شب و روز قاضی صاحبؒ کی خدمت و معیت نصیب ہوئی۔ اور آپ کی رفاقت سے بہت استفادہ حاصل کیا۔ آپ نے میری جیل کو کھیل بنا لیا۔ نظربندوں میں راقم اور مولانا حاجی خادم حسین مرحوم (ناظم جمعیت علمائے پاکستان) دونوں حافظ تھے متفقہ طور پر امام الصلوٰۃ مجھے بنا لیا گیا

رمضان و قرآن راقم اور حافظ خادم حسین مرحوم قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ راقم تراویح میں قرآن سناتا۔ حضرت قاضی صاحب بندہ کو امام السجن کہا کرتے۔ ہم دور کرتے حضرت قاضی صاحبؒ سنا کرتے اور پھر ہمارے لئے افطاری کا خصوصی اہتمام فرماتے۔

بندہ کھانسی کا مریض تھا اور ہے۔ حضرت قاضی صاحب میرے لئے سراپا احسان ہوئے کہ میرے لئے خصوصیت سے شہر سے قیمتی ادویہ، خمائر، مشروبات، فواکہ منگواتے اور زبردستی کھلاتے۔ مگر میرے سگریٹ کے ڈبوں پر "کنٹرول" کر دیا چنانچہ جہاں روزانہ پوری ڈبی سگریٹ پیتا تھا۔ اب دن رات میں تین سگریٹ حضرت قاضی صاحب دیتے! میں کبھی سرقہ کی کوشش کرتا۔ تو خوب ملاحیاں سنتا۔

عید نظربنداں ۲۹ر رمضان کو ختم قرآن کی تقریب میں حضرت قاضی صاحبؒ نے افسرانِ جیل کو بھی دعوت دی۔ حضرت علامہ طالوتؒ نے شہر سے بہت کچھ سامان بھیجا۔ اگلے دن عیدالفطر تھی شجاع آباد سے علی الصباح نہایت عجیب عید آئی۔ تازہ گرم طعام، مکلف کھانے، انواع و اقسام کے ماکولات و مشروبات۔ کسی پر شراب الصالحین کندہ ہے اور کسی دسترخوان پر علامہ طالوت مرحوم کی وہ احسانی رباعی تحریر ہے۔ جو علامہ طالوتؒ نے حضرت قاضی صاحبؒ کے متعلق لکھی تھی۔ بہرحال عجیب سماں تھا اور ایسی عید شاید کبھی گھر پر نصیب نہیں ہوئی ہو گی......

حادثۂ عید عید کے بعد برادرِ اکرم کے ایک ابتلاء و حادثہ کی خبر حضرت قاضی صاحبؒ کو ہوئی۔ وہ مجھ سے اخفا بھی چاہتے۔ مگر نہاں کے ماند آں رازے......... بالآخر بڑی عجیب تمہید کے بعد حادثہ سنایا

خوانم حضرت مولانا حافظ الحاج محمد عبداللہ صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ و حضرت قاری لطف اللہ رحمہ اللہ (شہید فی سبیل اللہ) کو میانوالی جیل سے عید کے ایک روز قبل رہائی ملی۔ اور میانوالی جیل سے جامعہ رشیدیہ پہنچے تھے۔ کہ حکومت نے مکرر، عید کی رات، دونوں کو گرفتار کر کے عید کے دن واپس میانوالی جیل پہنچا دیئے گئے۔ جامعہ رشیدیہ، خاندان کے لوگوں اور اسلامیان ساہی وال کے تاثرات میرے لئے بھی بہت پریشان کن ہوئے۔ گو حضرت قاضی صاحب نے بڑی خطابت اور سیاست اور کمال انداز میں واقعہ سنایا۔ مگر طبیعت پر اثر ہوا۔

کسے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست

ایک دن رات کھانا نہ کھایا حضرت قاضی صاحبؒ نے مکلف کھانا بنوا کر کھلایا اور زبردستی میرے منہ میں لقمے ڈالا کئے۔ اس کے بعد میانوالی جیل کی اپنی سرگزشت سنائی۔ اپنے لڑکے کی وفات کا سانحہ بتایا۔ اکابر کے واقعات بیان کرتے ہوئے آخر میں آغا شورش سے لے کر مرزا جاں باز تک مجاہدوں رضا کاروں کے حالات و کوائف سے دلائل و شواہد کی روشنی میں مجھے مطمئن فرمایا رانوں متعدد واقعات اسارت سناتے رہے واقعہ یہ ہے کہ حضرتِ احسان نے جیل میں مجھ پر احسانِ عظیم فرمائے۔

جیل کا زہر

ابھی ان حالات میں تھے۔ کہ حضرت قاضی صاحب مرحوم پر زہر کا اثر و حملہ ہوا۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

مگر الحمد للہ کہ قے آنا شروع ہو گئیں۔ میں سر تھامے ہوئے تھا "میرے حبیب" "میرے حبیب!" تکیہ کلام اور قے کر رہے ہیں....

ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

جب طبیعت سنبھلی۔ تو فرمایا "الحمد للہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے" میں نے کہا "کذا قال، شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسیر مالٹا میں نقل فرمایا ہے۔ بہر حال اللہ نے فضل فرمایا۔ خادم راقم نے رات کو دودھ گرم کر کے پلایا اور ایک چٹکی لی کہ شہادت کا خوب موقعہ تھا۔ اس پر دلچسپ لطائف سناتے رہے۔

استقامت و شجاعت

وہ میری دلجوئی کرتے تھے۔ کہ آپ کے والد ماجد حضرت قاضی صاحب بزرگوار مرحوم و مغفور کی وفاتِ حسرت آیات کی خبرِ وحشت اثر جیل میں پہنچی۔ ہم حیران ہو گئے حضرت قاضی صاحبؒ شجاعت و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے۔ صبر و حوصلہ۔ استقلال کی کیفیات دیکھ کر ہمارے ایمان تازہ ہو گئے۔ اور مجھے تو بہت عبرت حاصل ہوئی۔ یہ ضرور ہوا کہ وہ ضابطہ کے مطابق پیرول پہ جنازہ اور آخری زیارت کے لئے اجازت چاہتے تھے۔ جیل والے یا دیگر لوگ "دوسرے طریقہ" پر رہائی کے لئے پیش کش کرنے لگے۔ مگر حضرت قاضی صاحبؒ حضرت امیرِ شریعتؒ کے تربیت یافتہ تھے اور ختم نبوۃ کا تحفظ ان کا مشن اور ایمان تھا

ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ہم تعزیت کناں تھے اور آپ کی زباں پر اس وقت مولانا ظفر علی خانؒ کے اشعار تھے۔

ے میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اور

ے یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

مجھے فرمانے لگے۔ میرے حبیب وہ رباعی سناؤ۔ جو تم پڑھا کرتے ہو میں نے عرض کیا ے

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

فتنۂ قادیان

مرزائیت کے خلاف جو جہاد کرتے تھے۔ اور جس محاذ پر اپنے دلائل کے اسلحہ سے وہ لڑتے تھے افسوس کہ آج وہ محاذ خالی ہو گیا۔ اور ہم میں کوئی بھی اس مورچہ کا سپاہی نہیں قاضی صاحبؒ کی جدائی کے صدمہ کے سوا، اس کا بہت غم اور فکر ہے ے

للنّاس ھمٌّ ولی الیوم ھمات
فتنۃ القادیان وفقد الشیخ احسان

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں تحریکِ ختمِ نبوۃ سے متعلق تحقیقاتی کاروائی کی پوری تیاری رات دن کرتے حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی راہ نمائی میں مسودات تیار کرتے راقم آپ کا منشی تھا پھر آپ نے تحقیقاتی عدالت میں مسلمانوں کی جو وکالت فرمائی وہ آپ ہی کا حصّہ تھا اور آپ کا عظیم دینی کارنامہ!

ایک عجیب جنون

مرزا غلام احمد آنجہانی کی وہ "کتبِ غیر دلچسپ" اور اغلاط سے بھرپور، (قطع نظر بحث کفر و اسلام) جن کو قیمتاً خریدنا بد ذوقی اور مطالعہ کرنا انتہائی کور ذوقی ہے۔ حضرت قاضی صاحب دس روپیہ کی بعض کتب سو سو روپیہ میں خریدتے اور ایسا اوقات اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال لیتے۔ "الفضل" ایک آنہ والا پرچہ ایک ایک روپیہ میں مہیا کرتے اور مجھے تاکید کرتے کہ "الفضل" منگوا کر مطالعہ کیا کرو اور فلاں قسم کا لٹریچر ضرور دیکھو میرے گھر پہنچ کر میری ذاتی لائبریری دیکھنے۔ جامعہ کے کتب خانہ میں خصوصی کتب کے متعلق استفسار کرتے!!!

ارتداد سے بچایا

میرے ذاتی معلومات میں کتنے خاندانوں کو مرزائیت سے بچایا ارتداد سے محفوظ رکھا۔ اکثر تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے آدمیوں کو ان کی تبلیغ و راہ نمائی و احسان سے توبہ نصیب ہوئی۔

مولانا مودودی اس فتنہ کی اہمیت سے اس قدر واقف اور کچھ زیادہ معلومات نہ رکھتے تھے شجاع آباد سے ساہی وال مجھے تار دیا۔ کہ لاہور کے لئے فلاں گاڑی پر آؤ ملتان سے فون کرا دیا راقم ساہی وال سے ساتھ ہو لیا تو فرمانے لگے میرے فاضل بھائی! "جماعت اسلامی کے امیر" کے ہاں

جناب مودودی صاحب سے میں نے عرض کیا۔ مقصد؟ ایک بڑے ٹرنک کو کھولتے ہوئے فرمایا کہ یہ دیکھو! چنانچہ ہم آپ کی معیت میں مولانا مودودی کے ہاں پہنچے۔

مولانا کو مرزائیت کے اصل حوالہ جات دکھائے۔ تو مولانا کی رائے بدلی اور بعض کتب مستعاراً حوالہ جات کے لئے رکھ لیں۔ اس کے بعد مکرر بھی مولانا مودودی سے ملنے گئے اور اتمام حجت کر دیا۔ پھر مولانا مودودی نے قادیانی مسئلہ لکھا۔ مگر افسوس کہ مولانا مودودی مسئلہ حیات مسیح اور معراج جسمانی اور بعض معجزات و عصمت انبیاء جیسے ضروریات دین کے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں! (واللہ یہدی السبیل)

خان لیاقت علی صاحب مرحوم

بعض وزراء اور اعلیٰ حکام و افسران کو مرزائیت کے فتنہ سے آگاہ کیا۔ حتیٰ کہ خان لیاقت علی خان مرحوم اور خواجہ ناظم الدین مرحوم کو مرزائیت کے پس منظر اور اس کے اصلی خدوخال سے خبردار کیا۔ اور خواجہ صاحب کے سامنے تو اتمام حجت کر دیا تھا ایک گورنر اور دوسرے وزیراعظم سے بھی ملاقات فرمائی اور دین و ملت کا یہ کام اور جہاد عظیم صرف قاضی صاحب مرحوم کی ذات سے متعلق تھا۔ سب سے بڑا خلا یہی ہے کہ ملک میں کوئی ایسا جامع خطیب محسن و شجاع نظر نہیں ہوتا۔ ع

آہ موت کو موت آئی ہوتی

خطابت

غیر منقسم ہندوستان میں آپ کی خطابت کا ڈنکہ و سکہ کارفرما تھا۔ لاہور و دہلی تو ان کی آماجگاہ تھی۔ کلکتہ و بمبئی میں یہ عالم و حال دیکھا گیا کہ شہر کے ایک حصہ میں سرِ شام تقریر اور شہر کے دوسرے بازو میں بعد عشاء دوسری تقریر اور شہر کے تیسرے علاقہ میں ایک اجتماع عظیم آپ کی تقریر و خطابت کا منتظر بیٹھا ہے۔ اور میرے جیسا کوئی رضا کار یا خطیب و مقرر مجمع کو سنبھالے کھڑا اور تقریر کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ قاضی صاحب ابھی ابھی تشریف لا رہے ہیں۔ یکایک مجمع سے آواز آئی کہ آ گئے، قاضی صاحب آ گئے۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر اور زندہ باد۔

اسوہ حسنہ میں سرشار ع

وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا

عامۃ المسلمین اور بعض سرکاری ملازموں اور عوام غربا کے کاموں، سفارشوں کے لئے لاہور، ملتان پنڈی۔ کراچی کے اسفار کرتے ہیں اور لوگوں کے کام کرتے ہیں

ملتان وکراچی

سنہ ۱۹۶۳ء میں قسمت ملتان ۲۲/۲۳ حجاج ابدال کی درخواستہائے (حج بدل) جو فارموں میں صحیح مگر ایک آفیسر کی غلط فہمی سے مسترد ہو گئیں۔ حجاج نے احتجاج کئے مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے صوبائی اسمبلی میں سوالات کئے مفتی محمود صاحب وزیر متعلقہ سے ملاقی ہوئے۔ مساعی کی گئیں۔ مگر نتیجہ نامعلوم اور ناتسلی بخش

چنیوٹ ختم نبوۃ کانفرس پر ملاقات ہوئی۔ میں خود ان متاثرہ حجاج و زائرین میں ایک عازم حج و زائر تھا۔ پریشانی کا اظہار کیا کہ امسال حاضری کا ارادہ ہے مگر حالات یہ ہیں حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ میں کراچی ایک خاندان کو مرزائیت سے متعلق تبلیغ کرنے جانا چاہتا تھا اور اب تو ضرور جاؤں گا۔ تم کراچی پہلے پہنچو اور مجھے فلاں صاحب کی کوٹھی پر ملو۔ میں کراچی بعد پہنچا! میرے وکیل قاضی الحاجات، پہلے پہنچے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے۔ "مدعی سست گواہ چست"!

آفیسر حج جناب شیخ نیاز محمد صاحب سے ملاقات فرمائی۔ اور ان کو قائل کر کے اٹھے کہ ان حجاج کرام کا کوئی قصور نہیں ان کے لئے سیٹوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔ حضرت قاضی صاحب کے خصوصی احسان سے اللہ تعالیٰ نے راقم آثم کو تیسری مرتبہ حرمین کی سعادت نصیب فرمائی۔ میں نے ہر چند زادِ راہ دینے کی سعی کی۔ مگر لا حاصل۔ بلکہ مجھ سے کچھ عرصہ ناراض رہے۔ میں نے حرم نبوی، (مدینہ منورہ) سے خط لکھا۔ اور ادعیہ لکھیں اور حضرت قاضی صاحب کے لئے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خصوصی دعائیں کیں واپسی پر فرمایا کہ مکتوب حرمین شائع کرو۔ چنانچہ چٹان، خدام الدین کے علاوہ کتابی صورت میں بھی شائع کئے گئے۔ بہت خوش ہو کر دعائیں دیتے تھے۔

آخری تقریر

اپریل ۱۹۶۶ء میں جامعہ رشیدیہ ساہی وال کے سولھویں سالانہ اجلاس کے اجتماع میں آپ نے جو تقریر فرمائی۔ وہ ان کی مفصل آخری تقریر تھی۔ اس کے بعد علیل و صاحب فراش ہو گئے اور یہ شمع خاموشی اختیار کرتی گئی۔ بندہ شجاع آباد عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ جبکہ لاہور سے واپس تشریف لائے تھے اور زیادہ بیمار تھے ڈاکٹروں نے ملاقات سے روکا ہوا تھا میرے متعلق علم ہوا۔ تو اندر بلایا۔ گلے سے لگایا "میرا حبیب" میرا جبل کا امام"، آواز نحیف، جسم لاغر مگر طبیعت میں وہی شگفتگی فرمانے لگے میرے حبیب جامعہ رشیدیہ میں آخری تقریر مفصل کر چکا ہوں۔ اور اب یہ حال ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی بخشے ملک و ملت کو آپ کی ابھی بہت ضرورت ہے! انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر کچھ باتیں فرمائیں اور نصائح بھی۔

عید کے بارہ میں صحیح صورتِ حال اور مسئلہ کا حقیقی جائزہ

لاہور - ۱۰ جنوری۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم جمعیتہ علماء اسلام پاکستان نے ایک اخباری بیان میں عید کے بارہ میں صحیح صورت حال اور مسئلہ کا حقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ ذیل میں ان کے بیان کا مکمل متن دیا جاتا ہے۔

عید آئی اور گزر گئی۔ پہلے انتشار میں کیا کمی تھی۔ جواب بیان بازی سے اس کو اور ہوا دی جائے۔ میں اس سلسلہ میں ایک تو صحیح صورت حال بتانا چاہتا ہوں دوسرے مسئلہ کا حقیقی حل کیا ہے اس پر تھوڑی روشنی ڈالوں گا۔ تاکہ ملک کو آئندہ ایسے حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مودودی صاحب کی بحث

میں پہلے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات کے مضامین میں مودودی صاحب پر اقتدار پرستی یا خود غرضی یا سرحدی مسلمانوں کی توہین کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو واقعی قابل اعتراض ہیں۔ اور ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک عید کے بارہ میں انتشار کی ذمہ داری علماء پر ڈالی گئی ہے یا دوسرے اعتراض کئے گئے ہیں۔ جب تک اس کا تجزیہ نہ کیا جائے مسئلہ کا حل نہ ہوسکے گا۔

علماء پر اعتراضات

علماء کرام پر ایک اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے رویت ہلال کمیٹی نامزد ہوتے وقت کیوں اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی وزیر یا صدر آتے ہیں تو ان پر اعتراض فوراً ہی نہیں ہوتا جب وہ نااہل ثابت ہوتے ہیں تب احتجاج اور مخالفت شروع ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کو رویت ہلال کمیٹی یا سرکاری انتظامات پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ مگر جب اس کی کارگزاری صحیح نہ ہو تو وہ محل بحث بن جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ حکومت نے جب پہلے پہل اس معاملہ میں دخل دیا تھا۔ مولانا احتشام الحق صاحب کراچی نے اسی وقت اخبارات کے ذریعہ حکومت کو آگاہ کیا تھا۔ اور ارکان جمعیتہ علماء اسلام نے بھی اسی وقت حکومت کو اس سلسلہ کی تفاصیل شرعیہ سے آگاہ کرنے کے لئے طویل مراسلت کی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ ان پر کان نہیں دھرا گیا

ابھی اسی رمضان شریف علماء راولپنڈی نے اپنے دستخطوں سے اخبارات میں مفصل بیان کے ذریعہ حکومت کو بتایا تھا۔ کہ اگر اس کو یہ کام کرنا ہے تو شرعی اصول پر کرے اضلاع کو اختیارات دے کہ وہ شہادتوں کی سماعت کرکے خود شرعی فیصلہ کرکے مرکز کو اپنے فیصلہ کی اطلاع دیں مگر اس پر بھی کان نہ دھرا گیا۔ علماء سے یہ توقع کسی وقت بھی نہیں کی جاسکتی۔ کہ وہ اسلامی اصول وشعائر کی خلاف ورزی دیکھیں اور خاموش رہیں

نمبر۲ دوسرا اعتراض علماء کرام کے خلاف یہ ہے۔ کہ انہوں نے رویت ہلال رمضان کے بارہ میں ہلال کمیٹی کے اعلان کو باور کیا۔ مگر ہلال عید میں اس پر اعتماد نہ کیا حالانکہ یہ بات علماء کی حق پرستی کی دلیل ہے۔ اس وقت اعلان میں کوئی غلطی نہ تھی تو کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن جب عید کے موقع پر شرعی اصول کو نظر انداز کیا گیا۔ تو علماء کو اس کے خلاف اعلان کرنا پڑا۔

نمبر۳ تیسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ سرحد کے غیور مسلمانوں کی شہادت پر کیوں اعتبار نہیں کیا گیا۔ اس سلسلہ میں علماء کرام مودودی صاحب کے الفاظ یا طریق کار کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

علماء کرام کا اپنا مؤقف یہ ہے۔ کہ روزے جیسے دین اسلام میں شرعی اصول کا لحاظ ضروری ہے۔

نمبر۱ پہلا اصول یہ ہے کہ جب مطلع صاف ہو تو جم غفیر کی گواہی چاہیئے۔ اس صورت میں چند آدمیوں کی گواہی کافی نہیں

نمبر۲ دوسرا اصول یہ ہے کہ جب رویت ہلال عام نہ ہو بلکہ شہادت سے ثابت ہو تو گواہوں کی گواہی ذمہ دار قاضی (مجسٹریٹ) کے سامنے ہو۔ اگر وہ شہادت شریعت کے مطابق ہے۔ اور قاضی کو یقین آگیا تو وہ خود فیصلہ کرکے اعلان کرے۔ یہ قطعاً غلط ہے کہ گواہ کوہاٹ میں ہوں اور فیصلہ راولپنڈی میں کیا جاوے۔ گواہ ایک کے سامنے اور فیصلہ دوسرا کرے اس سلسلہ میں حکومت نے قاضی اور علاقائی مجسٹریٹ کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہی نہیں دیا۔

نمبر۳ تیسرا اصول یہ ہے۔ کہ اگر ایک جگہ ذمہ دار حاکم ذمہ دار گواہوں کی گواہی لے کر فیصلہ کردے اور اپنے اس فیصلہ سے دوسرے علاقہ کے قاضی کو آگاہ کرے۔ یا شہادت پر شہادت دی جائے تو اس کے ذریعہ شریعت میں اصول و ضوابط ہیں۔ ٹیلیفون پر دو چار آدمیوں کا یہ کہہ دینا کہ یہاں چاند ہوگیا ہے یا یہاں گواہ موجود ہیں کافی نہیں ہے۔ اس کی حیثیت اطلاع اور خبر کی ہے شہادت کی نہیں ہے۔ کیا کوئی عدالت ٹیلیفون پر اس قسم کی اطلاع پر قتل وغیرہ مقدمات کے فیصلے کرسکتی ہے؟ پھر جس مسئلہ کا تعلق کروڑوں مسلمانوں کے فریضہ اسلام سے ہو اس میں اس درجہ بے پرواہی کیوں اختیار کی جائے۔ اگر سرحد کی کسی جگہ کوئی شرعی شہادت ذمہ دار آدمی کے سامنے پیش ہو اور وہ فیصلہ کردیں تو وہاں اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اور سرحد کے علماء کا یہی رویہ ہے لیکن ایک مقام کا حکم دوسرے مقامات پر لاگو ہونے کے لئے قطعی اور شرعی طریقے اختیار کرنے ضروری ہیں۔ آخر رویت ہلال کمیٹی نے سرحدی علاقوں کے فیصلے کے مطابق پہلا روزہ کیوں نہیں رکھا رویت ہلال کمیٹی ان کو غلط کار سمجھے گی۔ لیکن علماء کا کہنا یہ ہے کہ اگر انہوں نے شرعی اصول کے تحت حکم کیا ہے۔ تو وہ اس کے پابند ہیں۔ اور جہاں شرعی اصول کے تحت ہلال کا ثبوت نہیں ہوا یا ان کا شرعی طریقہ سے فیصلہ نہیں پہنچا وہ اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں۔

بعض حضرات نے یہ الزام بھی لگایا ہے۔ کہ علماء کے اس طریق کار کے تحت سیاسی اغراض ومقاصد پنہاں ہیں۔ بے شک یہ بہت بری بات ہے۔ مگر لاہور کراچی راولپنڈی وغیرہ مقامات میں دیوبندی بریلوی شیعہ اور سُنی سبھی اکٹھے نظر آتے ہیں۔ حتی کہ مولانا عبدالحامد بدایونی کراچی رکن اسلامی مشاورتی کونسل، مولانا احتشام الحق صاحب کراچی کے ساتھ مولانا محمد حسین صاحب نعیمی لاہور زون خطیب اور مولانا خلیل احمد صاحب مسجد وزیر خان ڈسٹرکٹ خطیب اور مولانا ابوالبرکات حزب الاحناف علماء دیوبند کے ساتھ متفق نظر آرہے ہیں۔ راولپنڈی میں پیر صاحب گولڑہ شریف اور علماء دیوبند وبریلوی سات مقامات پر جمعہ کو عید پڑھتے ہیں۔ ان سب حضرات کی نیت پر بدگمانی صحیح نہیں ہے۔ علماء کرام نہایت دلسوزی سے عرض کرتے ہیں کہ دین ومسائل دین میں حکومت کو مستند علماء دین کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور دینی احکام پر اسلامی ہدایات ہی کی روشنی میں عمل کیا جائے۔ فقط

بقیہ: خطبہ جمعہ

ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ رب کا وعدہ سچا ہے جو ہو کر رہے گا۔ جس وقت قرآن حکیم نازل ہوا تھا اُس وقت بھی قیامت کے منکر موجود تھے، آج بھی اس حقیقت ثابتہ کے انکار کرنے والوں کی کمی نہیں اور آئندہ بھی انکار کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے مگر کوئی بھی اللہ جل شانہٗ کے وعدے کو ٹال نہیں سکتا۔ پس اب اپنے آپ کو اُس دن کے لئے تیار رکھیئے۔ تعلق باللہ کو مضبوط فرمایئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر احکام قرآنی کی پیروی کیجئے اور اُس دن کے لئے اعمال کی پونجی تیار رکھیئے کہ یہی وہاں کام آنے والی چیز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شے وہاں ساتھ نہ دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ پونجی ساتھ لے جانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب کا ارشاد

جمعیتہ علمائے اسلام کی امداد کی جائے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جمعیتہ علمائے اسلام پاکستان کے دورِ جدید کی سرپرستی قطبِ زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ فرماتے رہے ہیں۔ ان کی سرپرستی کی وجہ سے ان کے وصال تک جمعیتہ کے تمام اخراجات محض اس کی توجہ سے پورے ہوتے رہے اب میں حضرت کے معتقدین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمعیتہ علمائے اسلام کی کھل کر امداد کریں۔ کیونکہ یہ دینی حق پرست جماعت ہے۔ جو ملک میں صحیح افکار و نظریات رکھتی ہیں۔ اور اعلائے کلمتہ الحق کو جس نے اپنا رکھا ہے۔ اس کے درویش صفت راہنما آندھیوں کے طوفانوں میں اسلام کی کشتی کو بچا رہے ہیں۔ اور ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کی مخلصانہ جدوجہد کر رہے ہیں۔

یہ جماعت سیاسی، تبلیغی، اور تعلیمی، خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جماعت کے بہت سے پروگرام محض سرمایہ کی کمی کی وجہ سے ادھورے ہیں۔ سو میں گذارش کرتا ہوں کہ اس ماہ میں بالخصوص صدقات اور زکوٰۃ کی رقم ذیل کے پتہ پر بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظم مرکزی دفتر جمعیتہ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور۔ محمد عبید اللہ انور "نائب امیر جمعیتہ علماء اسلام"

دار العلوم حنفیہ چکوال کا داخلہ

علاقہ چکوال کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ دار العلوم حنفیہ چکوال کا داخلہ ۱۰ شوال سے ۳۰ شوال تک جاری رہے گا۔ طلباء سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد مدرسہ میں داخلہ لیں۔ دار العلوم میں درسِ نظامی۔ تجوید و قرأت اور حفظِ ناظرہ کا معقول ترین انتظام ہے۔ نادار طلبہ کے خورد و نوش۔ لباس خوراک، کتب اور دیگر تمام ضروری اشیاء کا مدرسہ خود کفیل ہے۔

(جناب مولانا) حافظ غلام حبیب صاحب۔ نقشبندی مہتمم دار العلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم

اعلان

مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مضامین خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمایا کریں۔ نیز قرآنی آیات، احادیث کے متن اور دیگر عربی عبارتیں پوری احتیاط اور اعراب کے ساتھ درج کیا کریں اور ساتھ ہی حوالہ تحریر فرمایا کریں۔ مبہم خط کے مضامین شائع کرنے سے ادارہ معذور رہے گا

(۲) "خدام الدین گزشتہ ۱۱ سال سے باقاعدگی کے ساتھ ملک و قوم کی دینی و علمی خدمت سرانجام دے رہا ہے اس سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ ہم دین پسند قارئین کو اطلاع دیتے ہیں کہ خدام الدین کے مختلف سالوں کے بعض فالتو پرچے دفتر میں محفوظ ہیں۔ دینی مدارس کے ناظمین اور مساجد کے خطباء ان سے ہر طرح مستفیض ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جو حضرات فائدہ اٹھانا چاہیں وہ پرچوں کی مطلوبہ تعداد طلب کر سکتے ہیں انہیں ایسے پرچے نصف قیمت پر مہیا کئے جائیں گے۔

(ادارہ)

بقیہ :- مجلس ذکر

کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے رکھنے کے ساتھ شوال کے چھ روزے بھی رکھے ہیں۔ فرائض کی کوتاہی نوافل سے دور ہو گی۔ اور فرض نماز میں کمی نفل نماز پڑھنے سے پوری ہو گی اسی طرح فرض روزے کی کمی نفل روزے رکھنے سے پوری ہو گی۔ اللہ ہم سب کو نفل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) جس طرح ہم نفل نماز پڑھتے ہیں اسی طرح ہم سب کو نفل روزے بھی رکھنے چاہئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم کو علم ہو جائے کہ روزے رکھنے کا کیا فائدہ ہے تو تم سارا سال روزے کی دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی سابقہ کوتاہیاں اور غلطیاں معاف فرمائے اور آئندہ سنبھل کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے نیکی اور عبادت کے ساتھ تواضع اور انکساری عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین (و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین!

بقیہ : اداریہ

دین کے دشمن اس لئے کہ انہیں احکام خداوندی کا علم و لحاظ نہیں۔ دشمن قوم اس لئے کہ وہ اس کی سالمیت و وحدت کو سخت نقصان پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور ملک کے بدخواہ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو ملک کا واحد اجارہ دار سمجھ رہے ہیں در آنحالیکہ ملکی استحکام کے ضمن میں ان کی مساعی صفر کے برابر ہیں۔ اور پاکستان ان کی میراث نہیں بلکہ عوام کے خون و پسینہ سے قائم کیا ہوا عوام ہی کا محبوب وطن ہے۔

ایسے خطرناک رحجانات و امکانات کی پیش بندی کے لئے ہم ارباب حکومت کو رویت ہلال کے سلسلے میں مشورہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آئندہ کے لئے رویت کی تمام شرعی صورتوں کو سامنے رکھا جائے۔ اور اس کے مطابق دینی تیوہاروں کی تعیین کر کے ان کے انعقاد کا اعلان کیا جائے اور رویت ہلال کمیٹی میں مختلف فرقوں کے جیّد، صاحب الرائے عوام میں مقبول اور معتمد ترین علماء کو شامل کیا جائے ورنہ یہ بیل کسی صورت منڈھے نہیں چڑھ سکے گی اور انتشار و افتراق کا منہ عوام کو بہر حال دیکھنا ہی پڑے گا۔

اس کے ساتھ ہی ہم ملک کے جیّد علماء کرام سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت کو اس کی آسانی اور دینی رہنمائی کی خاطر اسلامی تیوہاروں کی تعیین و انعقاد کا تفصیلی شرعی پروگرام مہیا کریں اور عوام میں بھی اس پروگرام کو تقسیم کریں مطلب یہ کہ حکومت و عوام دونوں کو معلوم ہو جائے کہ مختلف موسمی حالات میں چاند دیکھنے اور چاند ہو جانے کی کیا کیا شرعی صورتیں ہیں ان میں وہ صورتیں کیا ہیں۔ جنہیں قبول کر لینے پر عوام و خواص سے کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہو سکتا اور کونسی وہ صورتیں ہیں۔ جنہیں قبول کرکے عوام انتشار کی نذر اور ارباب حل و عقد شرعاً جوابدہ ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ علمائے کرام ہماری اس گزارش پر خصوصی توجہ دیں گے۔ اور جلد از جلد اس کو عملی جامہ پہنا کر ایک اہم دینی فرض سے سبکدوش ہوں گے تاکہ آئندہ کے لئے قوم اپنی مقدس دینی تقریبوں کے تعیّن میں اضحوکۂ روزگار بننے سے محفوظ ہو جائے۔

"کتاب و حکمت" نمبر کی ایک جھلک

"خدام الدین" کی سابقہ شاندار روایات کے مطابق اگلا شمارہ "کتاب و حکمت" نمبر ہوگا۔ جس میں مندرجہ ذیل اہل علم وقلم کے بلند پایہ مضامین نثر و نظم شریک ہوں گے

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ۔ مولانا تقی الدین ندوی مظاہری۔ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری ملتان مولانا مجاہد الحسینی لائل پور۔ مولانا محمد زاہد الحسینی گورنمنٹ کالج کیمبل پور۔ عبدالرحمٰن صاحب عثمانیہ کالج شیخوپورہ۔ علامہ دوست محمد قریشی۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر۔ حضرت مضطر گجراتی۔ مولانا سید حامد میاں صاحب لاہور۔

ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد کے پرچوں کے آرڈر جلد بھجوائیں۔　(ادارہ)

ضروری اعلان

بعض احباب کے استفسار کے جواب میں گزارش ہے کہ مبینہ عبدالغنی صاحب جنہوں نے گزشتہ دنوں کوئی وظائف کا اشتہار چھپوا کر ان کو بھیجا ہے اور منگوانے کا پتہ "مولوی عبدالغنی خادم مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور مشتہر کیا ہے"؛ سو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ عبدالغنی صاحب نہ تو کبھی پہلے خادم مقرر کئے گئے تھے نہ اب شیرانوالہ مسجد کے خادم ہیں بلکہ انجمن خدام الدین اور امیر انجمن، اور امیر موصوف کے اعزہ و متعلقین سے کبھی بھی کوئی مخصوصی تعلق نہیں رہا نہ اب ہے۔ لہٰذا تمام اصحاب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مطبوعات خدام الدین کے سلسلہ میں صرف ناظم انجمن سے ہی جملہ خط و کتابت کی جائے۔

المعلن ناظم انجمن خدام الدین لاہور

خوشخبری

انشاء اللہ ہمارا قافلہ ۶ فروری ۱۹۶۷ء کو شیخوپورہ سے روانہ ہوگا۔ اور لاہور سے عوامی ایکسپریس جو 5 بجے شام کو کوئٹہ جاتی ہے۔ انشاء اللہ اس میں ہمارا قافلہ سوار ہوگا اس کی سیٹیں 5 یا 6 روز پہلے بک کرانا ضروری ہے۔ جس کا پاسپورٹ مکمل بنا ہوا ہو وہ ہمیں تقریباً ۵ یا چھ دن پہلے شیخوپورہ ملے۔ تاکہ ہم اس کی سیٹ کا انتظام کر سکیں یا کوئٹہ میں ۸ یا ۹ فروری کو حاجی عبدالقادر مرحوم کے مسافر خانے میں مل سکتا ہے پتہ:۔ قومی خادم حاجی اللہ دتہ محلہ ہنجرانوالہ قلعہ شیخوپورہ

مفتی زین العابدین صاحب پر عارضہ قلب کا حملہ

پاکستان کے جلیل القدر عالم دین مولانا مفتی زین العابدین صاحب خطیب جامع مسجد لائل پور عارضۂ قلب میں شدید بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں کے حسب فرمان ان سے ملاقات کا سلسلہ بند ہے۔ حضرات قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مفتی صاحب کی صحت کاملہ کے لئے پر خلوص دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ جلد شفاءِ کاملہ عطا فرمائیں۔

مجاہد الحسینی۔ ادارہ صوت الاسلام شارع جامع مسجد لائل پور

اپیل و تاثرات

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن ملکہ ہانس تحصیل پاک پٹن ضلع ساہیوال میں دوبار جانے کا اتفاق ہوا۔ اب کی مرتبہ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ مدرسہ اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دے رہا ہے۔ یہ علاقہ دینی تعلیم کے اعتبار سے پس ماندہ ہے۔ یہاں دینی تعلیم کی شدید ضرورت ہے۔ یہ مدرسہ اگرچہ ابتدائی ہے۔ پھر بھی نتائج نہایت شاندار ہیں۔ فی الحال مدرسہ میں ۲۵ طلبہ بیرونی، دو اساتذہ، ایک باورچی شب و روز مصروف کار ہیں۔ مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔ ترسیل زر کا پتہ

سید نور حسین ناظم مدرسہ و خطیب ملکہ ہانس۔

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مکرمی و محترمی　　السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ　　مزاج گرامی!

"فیض الغفور" کے بعد بفضلہ تعالیٰ ذکر الغفور، تالیف محمد ادریس الانصاری چھپ کر حال ہی شائع ہوئی ہے۔ ذکر و فکر، اجتماعی ذکر یعنی مشائخ کرام کے حلقہائے ذکر، مراقبات وغیرہ پر منکرین تصوف کی طرف سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں قرآنِ حکیم کی گیارہ آیات کی تفاسیر اور مختلف احادیث نبویؐ کی تشریحات سے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار کے خاص خاص طریقے، تلاوتِ قرآنِ مجید کے خاص آداب، قرآن پڑھ کر ماں باپ اور دُوسرے لوگوں کو ثواب پہنچانے، مُردوں کے بخشوانے کے لیے حضور علیہ السّلام کے بتلائے ہوئے طریقے، خواب میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت کے لیے بزرگانِ دین کے بتلائے ہوئے خاص خاص وظائف، دُعائیں، اُن کی طاقتیں، قبولیّتِ دُعا — کہ دُعا کہاں؟ کیوں؟ اور کس طرح قبول ہوتی ہے۔ عملیات یعنی اللہ کے نام اور کلام کے ساتھ علاج کرنے کی مُجرّب تدابیر کے علاوہ علمِ سلوک پر اچھے اچھے مضامین نہایت خوش اسلوبی سے "ذکر الغفور" کے ۵۱۲ صفحات پر پھیلائے گئے ہیں، لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ ہے۔ طرزِ تحریر ایسا دلچسپ ہے کہ کتاب شروع کر کے ختم کیے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ کتاب پڑھنے سے آخرت، قبر اور مابعد الموت کے لیے توشہ جمع کرنے کی آپ کو زیادہ سے زیادہ فکر ہوگی۔ نمازوں میں حلاوت، قلوب میں رقّت، عبادات میں دل جمعی، خیالات میں یکسُوئی، جو ایک مومنِ کامل کی نشانی ہے ذکر الغفور کے دوامی مطالعہ کی خصوصی تاثیرات ہیں۔

تبلیغی غرض سے تینوں حصّوں کی قیمت ۵٫۵۰ روپے ہے

حصّہ اول کی ۲، دُوم کی ۲٫۵۰ اور حصّہ سوم کی ۲ روپے ہے۔ یہ کتاب آپ جیسے دیندار مخلصین اور آپ کی اہل و عیال کے لیے انشاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔

● اوّلین فرصت میں ادارہ کو ۵٫۵۰ روپے بذریعہ منی آرڈر یا وی پی کیلئے تحریر فرمائیں

ناظمِ ادارہ تبلیغِ اسلام ⊙ صادقِ آباد (مغربی پاکستان)

ایک شفیق باپ

قاری فیوض الرحمٰن بی اے "امتیازی" متعلم ایم اے عربی، پشاور یونیورسٹی

ایک باپ کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حقیقی خدوخال دیکھنے ہوں تو آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی موت کا واقعہ ذہن میں لائیے۔

ایک ایسا بیٹا جو زندگی کے بالکل آخری ایام میں ملا ہو۔ جو مستقبل کی امیدوں اور آرزوؤں کا سہارا ہو، ابھی اس نے زندگی کی دو بہاروں سے زیادہ بہاریں بھی نہ دیکھی ہوں اور وہ اسی دوران اس دارِ فانی سے عالم آخرت کی طرف منتقل ہو رہا ہو،

ایسے بیٹے کے انتقال پہ جو غم اور صدمہ ایک شفیق باپ کو ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ آپؐ کے اس فرمان سے لگائیے یہ "اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا وَاِنَّا لِفِیْ فِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ"

"آنکھیں اشکبار ہیں۔ دل مضطرب و غمگین ہے، اور (اس کے باوجود) ہم تو وہی بات کہیں گے۔ جو ہمارے رب کی مرضی کے مطابق ہو، اور ہمیں تمہاری جدائی کا ابراہیم بہت صدمہ ہے۔

لوگوں نے حضور علیہ السلام کو روتے ہوئے دیکھا تو اس پہ انہیں تعجب ہونے لگا یہ اس بنا پہ نہ تھا۔ کہ بیٹے کی وفات پہ باپ کیوں رو رہا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے تھا کہ ایک ایسا عظیم المرتبت پیغمبرؐ جس کے لئے اس کی پوری امت روحانی اولاد کا درجہ رکھتی ہے۔ ایک بچے کے انتقال پر اپنے غم والم کا یوں برملا اظہار کر رہا ہے۔ لوگ بہادر اسے سمجھتے ہیں۔ جسے کہیں خوف لاحق نہ ہو۔ سخی اسے سمجھتے ہیں۔ جو روپے پیسے کی قدر نہ جانتا ہو، اور صابر و شاکر اسے سمجھتے ہیں۔ جو کبھی غمگین نہ ہوتا ہو حالانکہ یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ اگر خوف کا احساس نہ ہو تو شجاعت و بہادری کی کیا قدر و قیمت باقی رہ جاتی ہے۔ اگر روپے پیسے کی محبت نہ ہو تو سخاوت کیا معنیٰ رکھتی ہے۔ بعینہٖ اگر غم والم کا اثر نہ ہو تو صبر کی کیا اہمیت محسوس کی جا سکتی ہے۔

آپؐ نے لوگوں کے اس تعجب پر فرمایا "یہ تو ایک جذبہ ترحم ہے۔ جو اللہ تعالےٰ ہر انسان کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔

پھر حضرت حسن کو دیکھئے، جو چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا لختِ جگر ہے۔ وہ اس وقت بارگاہِ نبوت میں آتا ہے۔ جب اس کا نانا خدا کے حضور سربسجود ہوتا ہے۔ اور وہ آکر پیٹھ پر سوار ہو جاتا ہے۔ ایک ایسے مقام پر جو آپؐ کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقام ہے، وہاں بھی اس نبی رحمت کا محبت بھرا دل بچہ کی شفقت و محبت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ اور سجدے کو طویل تر کر دیتا ہے۔ اور جب ایک صحابیؓ اس طوالت کا سبب پوچھتا ہے۔ تو وہ رحمۃ للعالمینؐ یوں گویا ہوتا ہے۔ "میرا بچہ مجھ پہ سوار تھا۔ میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کے کھیل میں خلل اندازی ہو، اس لئے میں نے سجدہ لمبا کر دیا"

حضرت ابراہیمؓ کے انتقال پہ غمناک نگاہیں پہاڑ کی طرف اٹھتی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اے پہاڑ! جو مصیبت مجھ پہ ٹوٹی ہے۔ اگر تجھ پہ ٹوٹتی تو ریزہ ریزہ ہو جاتا" اور جب آپؐ کو روتا دیکھ کر حضرت اسامہؓ بن زید چیخ پڑتے ہیں۔ تو حضور علیہ السلام انہیں یہ فرما کر خاموش کر دیتے ہیں۔ کہ "رونا تو جذباتِ رحمت میں سے ہے لیکن چیخ چیخ کر رونا شیطانی فعل ہے"

اسامہؓ بن زید روایت کرتے ہیں کہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بچی کا انتقال ہونے لگتا ہے۔ آپؐ کو اطلاع ملتی ہے۔ آپؐ زینبؓ کو السلام کہلا بھیجتے ہیں۔ اور یہ پیغام دیتے ہیں۔

"اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ وہ لے لے یا جو کچھ وہ عطا فرما دے۔ اور ہر چیز کی اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے۔ اس لئے اسے صبر کرنا چاہیئے۔ اور اللہ کے ہاں سے اجر کی توقع رکھنی چاہیئے" انہوں نے دوبارہ آپ کو بلا بھیجا اور بڑی تاکید فرمائی۔ چنانچہ آپؐ صحابہؓ سمیت ان کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں جب بچی اکھڑے ہوئے سانسوں کی حالت میں آپؐ کی گود میں رکھی جاتی ہے۔ تو آپؐ رو پڑتے ہیں۔ حضور کو روتے دیکھ کر معاذؓ کے بیٹے سعد عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ بھی رو رہے ہیں۔ فرمایا "ہاں" یہ تو ایک شفیقانہ جذبۂ محبت و رحم ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے۔ ڈال دیتا ہے۔ اور رحمت خداوندی کے حقدار وہی لوگ ہیں۔ جن کے دلوں کی دنیا رحم و کرم کے جذبات سے آباد ہے"

جس دن حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوتا ہے۔ آسمان پر سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔ عربوں کے عقیدۂ توہم پرستی کے مطابق سورج یا چاند کو گرہن ایسے موقعوں پہ پڑتا ہے۔

جب کوئی بڑا آدمی پیدا ہوتا یا مرتا تھا حضور علیہ السلام صرف ایک باپ کی حیثیت ہی نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ خدا کے لاڈلے اور پیارے رسول ہونے کی حیثیت سے غلط عقائد کی بیخ کنی بھی ان کا اوّلین فریضہ تھا۔ فرماتے ہیں "ہرگز نہیں سورج اور چاند اللہ کی آیات قدرت کی دو نشانیاں ہیں۔ ان کا گرہن لگنا کسی کی موت یا کسی کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا"

ایک ایسا باپ جس کے دل کے سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔ وہ غم و اضطراب کے اس عالم میں بھی نسل انسانی کی اصلاح کو مدنظر رکھتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا غلط نظریہ پنپنے نہیں دیتا۔

سورج کو گرہن تو لگا ہے۔ اور یہ ابراہیمؓ کی موت سے لگا ہے۔ لیکن آسمان کے سورج کو نہیں، البتہ خود اس کے دل کا سورج گہنا گیا ہے۔

اور اس کا سر عجز و نیاز خدا کی بارگاہ میں جھک کر اپنی نیازمندیوں کے اعتراف میں ڈوب جاتا ہے

"ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے۔ جو ہمارے پروردگار کو ناپسند ہو،

"صلی اللہ علیہ وسلم"

پیامِ حق

ہم مسلماں ہیں۔ پیامِ حق سنانے جائینگے
بے خبر اب تک جو سوتے ہیں جگانے جائینگے
ہم شہیدِ راہ کو سمجھے ہیں۔ منزلِ عشق کی
گولیاں سینوں پہ کھا کر مسکرانے جائینگے
مضمحل ہونے نہ دیں گے۔ باغِ ملت کو کبھی
اسے سینچے جائیں گے خوں سے خوں بہانے جائینگے
دینگے مقتل گاہ میں سب کو پیامِ حریت
یہ مرے قطرے لہو جوہر دکھانے جائینگے

(صادقِ آسی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

دشوارئ انساں

مضطر گجراتی

حسنِ آب و گل بہر پہلو کرشمہ ساز ہے — ذرہ ذرہ اس جہاں کا اک جہانِ راز ہے
روزِ اوّل سے بقیدِ ظلمت و تابندگی — منزلیں طے کر رہا ہے کاروانِ زندگی
عظمتِ انساں فقط اس بات میں پوشیدہ ہے — اُس حقیقت کو کرے معلوم جو نادیدہ ہے
اک تماشا ہی اگر ہوتا جہانِ رنگ و بُو — خلقتاً ملتا نہ انساں کو مذاقِ جستجو
اس تجسس نے بنایا فاتحِ عالم اِسے — کر دیا راز آشنائے شعلہ و شبنم اِسے
داد دی اس نے بحدِّ شوق حرب و ضرب کی — کھینچ کر رکھ دیں طنابیں اس نے شرق و غرب کی
اس نے صحراؤں میں جھانکا، سبزہ زاروں کو پڑھا — اس نے سیاروں کو جانچا، اس نے تاروں کو پڑھا
اس نے چیرا جنگلوں کو، اس نے روندے کوہسار — اس نے چھیدا قلزموں کو، اس نے چھانے ریگزار
جائزے اس نے لئے اجرام کی رفتار کے — فاصلے ناپے زمیں سے ثابت و سیار کے
آسمانوں کی فضا میں اس نے کی پرواز بھی — فاش کر ڈالے خلائے بیکراں کے راز بھی
اِس کے فکری تار و پُو کے آبی و خاکی اسیر — اس کی انگڑائی کی زد میں چاند تاروں کے ضمیر
لیکن اس سارے کمال و ارتقاء کے باوجود — خود معمہ ہے میانِ کائنات اس کا وجود
اس کی اپنی شخصیت ہے آج بھی زیرِ حجاب — دے سکا اب تک نہ یہ "مَیں کیا ہوں" کا شافی جواب
دوسروں پر برملا تنقید سے تھکتا نہیں — لیکن اپنے عیب کا اظہار کر سکتا نہیں
خوف اپنی "خوبی و خامی" سے آتا ہے اسے — احتساب اپنا اصولاً بھول جاتا ہے اسے
فی الحقیقت روح سے پردہ اٹھا سکتا ہے کون — خوبیاں اور خامیاں اپنی بتا سکتا ہے کون؟

جس قدر دشوار ہے تحقیق کائنات کی
اس سے مشکل تر ہے عکاسی خود اپنی ذات کی

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔